بدر
BADR - QADIAN
قادیان ضلع گورداسپور
الیس اللہ بکاف عبدہٗ مرزا غلام احمدؐ | Reg. No. L. CCLXXXVIII | مسیح وقت مہدی ہم مجدد بر سر این صد
مورخہ ۲ رجب ۱۳۲۹ھ علیٰ صاحبہا التحیۃ والسلام ـ مطابق ۲۹ رجون ۱۹۱۱ء ـ ۱۶ ہاڑ سمبت ۶۷
بھائیو! گر قادیان آؤ گے تم | اڈیٹر و مینجر محمد صادق عفی اللہ عنہ | نورِ دینِ مصطفیٰ پاؤ گے تم

ہفتۂ المسیح

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ رب العالمین کی صحت بفضل سبحانہٗ علیٰ روز افزون ہے
جناب صاحبزادہ محمود احمدؐ صاحب مع اپنے برادر خورد میرزا شریف احمدؐ کے ڈلہوزی سے ۲۲ رجون کو واپس قادیان دار الامان تشریف لے آئے ہیں۔ الحمد للہ آپ کی صحت بھی اچھی ہے۔
اہل بیت حضرت مسیح بخیر و عافیت ہیں۔ صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؐ صاحب دو ایک روز میں انشاء اللہ قادیان آ جائیں گے۔

آمین

امۃ الحفیظ بنت حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء نے قرآن مجید ختم کر لیا ہے۔ اس مبارک تقریب پر بطور شکرانہ نعمت ، دعوت احباب قرار پائی ہے جناب میر ناصر نواب صاحب قبلہ اور مخدوم و مکرم صاحبزادہ محمود احمدؐ صاحب نے حضرت اقدس کی طرز پر آمین لکھی ہے۔ گویا ایک دسترخوان پر روحانی و جسمانی مائدہ سے متمتع ہونا موجب فرحت بیکران و مسرت بے پایان ہوگا۔ ہم دعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اس خاندان نبوۃ میں قرآن مجید سمجھنے والے اور پھر اس کے مبلغ پیدا کرتا رہے۔ اور وہ ایک دنیا کے لئے ہادی و رہنما و پیشوا نبین۔ اللّٰھم آمین۔

سوال ـ بنی اسرائیل کے بچھڑے کے معبود باطل ہونے کی یہ دلیل دی گئی ہے کہ وہ ان سے کلام نہیں کرتا۔ مگر اللہ نے بھی کئی مسلمانوں سے کلام نہیں کیا +

جواب از حضرت امیر رضؓ ـ بنی اسرائیل میں بچھڑے کے پوجاری اس بچھڑے کی محبت میں کمال رکھتے تھے اور محبت کی آخری حد تک اپنے آپکو پہنچایا تھا۔ اول اس لئے کہ موسےٰ علیہ السلام کو پس پشت ڈال دیا۔ اور اس کی ذرا پرواہ نہ کی۔ دوم۔ بت پرستوں کے مقابلہ میں جو موسےٰ علیہ السلام کے نشانات تھے۔ ان سب کو نظر انداز کر دیا۔ سوم۔ انعامات الٰہیہ کی پرواہ نہ کی۔ چہارم۔ حضرت ہارون نے کھول کر ان کو منع کیا۔ قرآن کریم میں لکھا ہے۔ ولقد قال لھم ھارون من قبل یاقوم انما فتنتم بہٖ۔ اور تورات سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت یریحو کو جو اس بچھڑے کے مقابلہ میں وعظ کرتے تھے۔ قتل کر دیا۔ اور اپنے ائمہ کے رشتہ داروں کی ذرہ بھی پروا نہ کی۔ پنجم۔ اپنے اموال اس پر قربان کر دئے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بقدر طاقت انسانی وہ اس بچھڑے کی محبت میں محو تھے۔ پھر باوجود اس کے وہ بچھڑا اون سے ہمکلام نہ ہوا بلکہ سامری سے بھی نہ ہوا جو ان سب کا امام تھا۔ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ کے ایسے پوجاری جواب سے محروم نہیں رہتے۔ انبیاء و رسل ہوں یا ان سے اتر کر محبان جناب الٰہی ہوں۔ یہ دعوےٰ نہیں ہے۔ کہ وہ بچھڑا سب سے ہمکلام نہیں ہوا بلکہ فرمایا۔ الا یرجع الیھم۔ ہم کا مرجع وہ لوگ ہیں جو اس کی محبت میں غرق تھے۔

سوال دوم ـ قرآن مجید میں ہے۔ من یعش عن ذکر الرحمٰن نقیض لہٗ معیشۃ ضنکا۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ کفار کے پاس مسلمانوں سے بڑھ کر مال و دولت ہے۔

جواب از حضرت امیر رضؓ ـ اللہ تعالیٰ ہر ایک شخص کو جو صحیح محنت کرتا بدلہ دیتا ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ من کان یرید العاجلۃ عجلنا لہٗ فیھا ما نشاءُ۔ اور فرمایا۔ کُلاً نمد ھٰؤلاء و ھٰؤلاء من عطاء ربک۔ اور فرمایا۔ من کان یرید حرث الدنیا نؤتہٖ منھا و مالہٗ فی الاٰخرۃ من نصیب۔ پارہ ۲۵ رکوع ۴

یہ دنیا عاقبت کے مقابلہ میں پھر اس میں سے ہر شخص کی زندگی اس کی عاقبت کی زندگی کے مقابلہ میں۔ پھر اس کے عیش و آرام کے دن عاقبت کی تکلیف کے مقابلہ میں ضنک فرمائے ہیں۔ اس کا ثبوت دوسری جگہ فرمایا ہے۔ کہ متاع الدنیا قلیل اور قلیل ضنک کے معنے رکھتا ہے۔ میرے ایک دوست کے جواب بھی ان سوالوں پر ہیں۔ آپ اون کو بھی دیکھ لیں۔ اگر انشراح صدر نہ ہو۔ تو پھر لکھیں۔

نور الدین

خریدار توجہ فرمادین

جن صاحبوں نے ۱۹۱۱ء کا چندہ تا حال ادا نہیں کیا وہ خود ہی ادا فرما دیں۔ (۲) خط و کتابت کے وقت اپنا چٹ نمبر ضرور دیا کریں (۳) جس ہفتہ کا پرچہ نہ پہنچے اسی ہفتے اطلاع دیں بعض احباب تین ماہ بعد شکایت کرتے ہیں

بدر پریس قادیان دار الامان میں میاں معراج الدین عمر۔ پروپرائٹر و پبلشر ریاشہ کے حکم سے چھپ کر شائع ہوا

خطبہ جمعہ

(۲۳ - جون ۱۹۱۱ء)

جماعت خصوصیت سے سُنے!

فرمایا - میری حالت یہ ہے کہ پانچ وقت کی نماز بیٹھ کر پڑھتا ہون - سجدہ زمین پر کرنا مشکل ہے ۔ التحیات مین پاؤں کی حالت بدلانی پڑتی ہے ۔ باوجود اس ضعف کے چونکہ درد مند دل رکھتا ہون اسلئے تمہین کچھ سنانا چاہتا ہون -

زمانہ مین آزادی کی ہوا چل رہی ہے - اکثر انگریزی خوان اللہ تعالےٰ اور اس کے انبیاء کی بھی ضرورت مین کچھ متامل ہین اور کچھ ہنسی اور نودانی جہالت یقین کرتے ہین - پس ایسے وقت نصیحت کرنا مشکل امر ہے تاہم درد مند دل والا کیا کرے گا وہ تو کہے گا اور جس کو کہنے کی دھت ہے - وہ رک نہین سکتا - کہے گا کہ شائد کسی کو فائدہ پہونچے - پس تمہیں نصیحت کرتا ہون کہ تقوےٰ اختیار کرو - تقوےٰ کی راہ پر چلتے چلتے اس حد تک پہونچ جاؤ گے کہ تمہاری موت ایک فرمان بردارون کی موت ہو - اور یہ حالت اسی وقت پیدا ہوسکتی ہے کہ انسان پہلے ہی تقویٰ کی راہون کو اختیار کرے -

اس وقت سب سے بڑا مرض جو اسلامیون مین ہے - وہ باہمی تفرقہ ہے - ہماری آوازین مختلف ہین - لباس مختلف کام مختلف - کھانا - پینا مختلف - باوجود اس اختلاف کے ہم مین وحدت کی ایک بات ہے اور وہ یہ ہے - کہ ہم سب ملکر

خدا کی خادم جماعت

بن جائین - سو لوگون کا اس طرف تو کچھ خیال نہین اور بیہودہ بحثین لے بیٹھتے ہین - جن سے سوائے اس کے کچھ فائدہ نہین کہ تفرقہ بڑھے -

مین تمہین نصیحت کرتا ہون کہ تفرقہ ڈالنے اور تفرقہ بڑھانے والی باتین چھوڑ دین - ایسی لغو بحثون سے جن سے نہ دین کا فائدہ نہ دنیا کا - مونھ موڑ لو - اور سب ملکر واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً کے حبل اللہ - قرآن مجید کو محکم پکڑ لو - دیکھو - لڑکون مین ایک رسّے کا کھیل ہے اگر ایک طرف کے لوگ اور باتون مین لگ جاوین تو وہ رسّے مین کس طرح جیت سکتے ہین - اسی طرح اگر تم اور بحثون مین لگ جاؤ گے - تو قرآن مجید تمہارے ہاتھون سے جاتا رہے گا -

بعض آدمی ایسی باتون مین اپنا وقت ضائع کرتے ہین کہ مثلاً مسیح کا باپ تھا یا نہ تھا ایسی بحثون سے کوئی دینی دنیوی فائدہ حاصل نہین ہوسکتا - ایسا ہی بعض لوگ صدر انجمن احمدیہ کے انتظامات پر اعتراض کرنے کے پیچھے پڑے رہتے ہین - سو تم سُن لو کہ میرے اور صدر انجمن کے تعلقات دنیا اور پیری مُریدی کے رنگ مین ہین مین ان کا پیر ہون اور وہ میرے مرید ہین - وہ محبت اور اخلاص کے ساتھ میرے فرمانبردار ہین ہم ان پر حکمران ہین - جو چاہین منوا لیتے ہین جو لوگ اس بارے مین کچھ بحث کرتے ہین وہ اپنا وقت ضائع کرتے ہین انہین چاہیئے کہ ان باتون کو چھوڑ دین کیونکہ یہ ادن کے واسطے ہرگز فائدہ مند نہین بلکہ نقصان دینے والی ہے کیا انجمن تمہاری مرید ہے اور کیا اس تدبیر سے وہ تمہارے فرمانبردار ہو جاوین گے -

نیز سُن رکھو - دین اسلام مین بہت توسیع ہے صحابہ کرام آمین بالجہر بھی کہہ لیتے - آمین بالاخفا بھی کر لیتے سینہ پر بھی ہاتھ باندھتے اور ناف کے نیچے بھی - بسم اللہ جہراً بھی پڑھتے اور سراً بھی اور بعض تابعین ہاتھ چھوڑ کر بھی نماز پڑھتے رہے ایسے اختلافات پر بحث کرنے کی ضرورت نہین - صرف ان مباحث سے بے ہودہ تفرقہ پیدا ہوتا ہے - دل اللہ سے ڈرنے والا مانگو - بہت بولنے کی عادت کم کرو کہ بہت بولنے سے دل مرجاتا ہے اور سب کے سب ملکر اتحاد و اتفاق سے کام کرو - خدا کا شکر کرو کہ ایک اللہ تعالےٰ کا بندہ آیا اور اس نے مختلف مذاہب والون کو اختلاف کی آگ سے نکالکر بھائی بھائی بنا دیا -

نوٹ - یہ خطبہ قبل از طبع حضرت امیر المومنین کو دکھایا گیا آپنے نظر ثانی و مناسب اصلاح فرمائی -

آسٹریلیا مین تبلیغ

آسٹریلیا مین سب سے پہلے احمدی ہمارے مکرم دوست حسن موسیٰ **خان صاحب** ہین - جو مدت سے وہان رہتے ہین اور اسی ملک مین انہون نے شادی کی - اور اخبارون وغیرہ کے ذریعہ سے تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا - دوسرے صاحب **ملک محمد بخش** ہین جو کہ اصل مین لاہور کے رہنے والے ایک نوجوان ہین - مگر مدت سے اس ملک مین تجارت کرتے ہین انہون نے محبت و اخلاص مین اور تقوےٰ مین بہت ترقی کی ہے - قرآن شریف کو نہائت تدبر سے ہمیشہ پڑھتے ہین - اور اللہ ... ہین - ہمارے ... رکھتے تھے ... کبھی جانتا ہوا ... حالت اور ... ملک محمد بخش صا ... بلکہ ساتھ ساتھ اپنے دوسرے ... دو ... بھی حق کو پہونچانے کی کوشش کرتے ر... خطون سے معلوم ہوتا ہے - کہ وہ لوگ جو پہلے بہ سبب ... کے حضرت مرزا صاحب کے حق مین سخت کلامی کرتے تھے اب سلسلہ حقہ کے مداح ہین - اور ایک صاحب میان عبد الرحمان نام تو گویا احمدی بن گئے ہین ہم دُعا کرتے ہین کہ اللہ تعالےٰ کی رحمت ان سب پر ہو - جو اس دور کے ملک مین الٰہی پیام کو پہونچانے مین کوشان ہین -

ایسا اشتہار بے اعتبار ہو

آج ۲۳ تاریخ ماہ جون ۱۹۱۱ء کو حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی ایدہ اللہ تعالےٰ کے حضور مین بعد نماز جمعہ یہ عاجز روز انہ ڈاک سُنا رہا تھا کہ ایک خط سے ایسا ظاہر ہوا کہ کوئی صاحب کسی جگہ ایک ایسے مسئلہ مین جس مین انہین جماعت کے بعض دیگر افراد سے اختلاف ہے - کوئی اشتہار شائع کرنا چاہتے ہین اس پر حضور نے فرمایا کہ لوگون کو اطلاع کردو کہ جو شخص کوئی ایسا اشتہار ہماری اجازت کے بغیر شائع کرے - وہ جماعت مین نہ سمجھا جائے - اور جماعت کے لوگ اس کے اشتہار کی طرف کوئی توجہ نہ کرین -

وفد چندہ تعمیر

عاجز حسب الحکم حضرت خلیفۃ المسیح جناب میر صاحب قبلہ کے ہمرکاب چندہ عمارت کے واسطے تحریک کرنے کیلئے - بٹالہ - امرت سر - کپور تھلہ - حاجی پورہ جاتا ہے - یوم شنبہ ۲۴ جون ۱۹۱۱ء کو روانگی ہے - اور ۳۰ جون تک انشاء اللہ واپسی ہوگی -

نتیجہ امتحان انٹرنس

تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان سے ۲۶ لڑکون نے امتحان انٹرنس دیا جنمین سے ۱۵ لڑکے خدا کے فضل سے کامیاب ہوئے -

علی محمد ۳۷۳ - گوہر بخش ۳۴۸ - نواب الدین ۳۴۴ - چراغ محمد ۳۰۸ - عبد الحق ۳۰۱ - عبد الرحمان قاضی ۲۹۲ - محمد عبد اللہ ۲۷۱ - ملک عبد الرحمان ۲۴۷ - عبد اللہ خان ۲۳۹ - عبد الحکیم ۲۱۸ - عبد الکریم ۲۱۶ - فیض محمد ۲۱۳ - حاکم دین ... نذیر احمد - بشیر احمد - دُعا ہے کہ جیسے دنیا کے امتحان مین کامیاب ہوئے آخرت کے امتحان مین بھی کامیاب ہون اور جو روحانی و اخلاقی فائدے انہون نے خلیفۃ المسیح اور لائق استادون کے ز... کی طرف سے توجہ کرنے سے لیے ہون ۔

رضا

بیان کھلی کھلی ہوتی
ہے۔ کہ جو مال تم
۔ اگر تمہارا کوئی آدمی
۔ ماب سمجھتے ہو۔ تو انہون نے
۔ برا سمجھین بلکہ جان سے مار دین۔ کیون کہ
۔ ں مین خیانت کی۔ اس پر جب یہ پوچھا کہ پھر تم کیون
محنت سے کمائے ہوئے مال مین ناجائز تصرف کرتے ہو۔
تو چپ رہ گئے۔

فرمایا۔ جو کسی کو حق بات اللہ کے لئے سمجھائے اور وہ اس پر ٹھٹھا کرے تو اس کا انجام اچھا نہین ہوتا۔

فرمایا۔ خدا کے ہر آن مین ہم پر لاکھون کروڑون انعام ہین اگر وہ ہر آن ہر لحظہ ہماری دستگیری نہ کرے تو دم لینا مشکل ہو جاوے۔

فرمایا۔ قرآن مجید سورہ رعد مین ظاہر من القول کے دونون معنے ہین۔ مضبوط بات۔ باطل بات جسکی تہ مین کوئی حقیقت نہ ہو

فرمایا۔ مسلمانون کے حال پر افسوس آتا ہے۔ اگر دریافت کیا جائے کہ جیل خانون مین زیادہ کس قوم کے آدمی ہین تو یہی نکلین گے ہمارے دیکھتے دیکھتے دس سلطنتین ان کی ہلاک ہوئی ہین۔ ذلت و ادبار ان پر سوار ہے جیسا کہ یہود پر ہوا۔ ایک وقت تھا کہ اسلامیون کے مقابل پر جو کھڑا ہوتا۔ وہ ہلاک ہوتا۔ یا یہ وقت ہے کہ یہ خود ذلیل ہین اپنی ہی شامت اعمال کی وجہ سے

فرمایا۔ قرآن مجید مین جنت کی نعمار کا جو ذکر ہے یہ بطور مثال ہے۔ مثال حقیقت کے مقابل مین کیا چیز ہے دیکھو ایک ستارہ بھی اگر زمین پر گر پڑے۔ تو ہلاکت یقینی ہے لیکن اس کا مثل۔ مصفا پانی مین کیا بھلا معلوم ہوتا ہے۔

فرمایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مین شرک کا بڑا زور تھا۔ آپ کی ہمت عالیہ و توجہ موجہ کا اکثر حصہ اسی کے رد مین خرچ ہوا۔ حضرت مرزا نے اس زمانے مین مخلوق خدا مین سب سے بڑا مرض یہ پایا کہ دنیا کو دین پر مقدم کرتے ہین بلکہ دین کی پرواہی نہین اس لئے آپنے بیعت مین یہ اقرار لازم رکھا کہ مین دین کو دنیا پر مقدم کرونگا۔

فرمایا۔ قرآن مجید کا نام حکم عربی بھی ہے یعنی فیصلہ کرنے والا۔ کھول کھول کر سنانے والا۔ عربی کے یہی معنے ہین ایک شخص نے معنون پر تعجب کیا تو مین نے اسے کہا کہ انبیاء کرام کے نزدیک اور کتب الٰہیہ مین اصل الاصول تمام نیکیون کا کیا ہے۔ اس نے کہا کہ اللہ پر ایمان لانا۔ مین نے کہا دنیا کی کسی زبان مین اس رب العالمین۔ الرحمن۔ الرحیم۔ مالک یوم الدین ہستی کے لئے ایسا لفظ بتا دو۔ جو غیر پر استعمال نہ ہوتا۔ برخلاف اس کے عربی مین ایک اللہ ہے۔ جو کبھی غیر اللہ پر نہین بولا جاتا۔ یہان تک کہ تمام دواوین اور لغت عرب کو دیکھو۔ کسی فاسق سے فاسق ملحد۔ دہریہ کے کلام مین بھی یہ لفظ کسی غیر پر نہین بولا جاوے گا۔ یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ عربی ہی ایک فصیح اور کھول کھول کر بیان کرنے والی زبان ہے۔

فرمایا۔ مین دعا کرتا ہون۔ اللہ تمہین قرآن پڑھنے پڑھانے اس پر عمل کرنے پھر آپس مین محبت بڑھانے کی توفیق دے یاد رکھو کہ سب باتین بغیر عمل کے ہیچ ہین۔

۱۳ - جون ۱۹۱۱ء - دنیا مین مخلوق کی مختلف طبائع ہین۔ بعض لوگ افیون۔ گانجا۔ بھنگ۔ شراب۔ شروع کر دیتے ہین تاکہ وقت آرام سے کٹ جاوے (۲) بعض اپنے آرام اور دل بہلانے کے لئے رنڈیون کی جلین بھرنا اپنا پیشہ بنا لیتے ہین اور اس ہنسی مخول سے اپنا دل خوش کر لیتے ہین جو وہان اکثر ہوتا رہتا ہے (۳) بعض لوگ ذطیفون مین سارا دن رات گذار دیتے ہین اور سخت سے سخت مجاہدے اس راہ مین کرتے ہین۔ کم خفتن۔ کم گفتن۔ کم خوردن ان کا اصول ہوتا ہے۔ اور بڑی مشکلات کے بعد وہ اپنی حالت ایسی بنا لیتے ہین۔ کہ جس سے دل آرام مین رہتا ہے۔ (۴) بعض لوگ تعلیم وتعلم اپنا پیشہ رکھتے ہین۔ صبح سے شام تک درس و تدریس مین لگے رہتے ہین۔ ایک استاد تھے ان کے شاگرد بڑے آسودہ حال ان مین کمپیٹشن رہتا۔ ہم استاد جی کو حلوا کھلائین گے۔ دوسرا کہتا ہم پلاؤ کھلائین گے اور وہ اللہ تعالٰے رحم کرے البی مصیبت کے تھے۔ کہ تنہائی مین خوب کھاتے اور بھرتے کرکے جو باقی ہوتا وہ بھی چٹ کر جاتے۔ پوچھنے پر فرماتے کیا کہون پلاؤ بڑا مزیدار تھا۔ چھوڑنے کو جی نہین چاہتا۔ (۵) بعض لوگ ایسے ہین۔ کہ دل بہلانے کے لئے عمر بھر سیر و سیاحت مین گذار دیتے ہین۔ آج امرتسر کے ہوٹل مین ہین تو کل پشاور کی سرائے مین۔

غرض لوگ کچھ نہ کچھ اپنا شغل ضرور رکھتے ہین جن لوگون کو فقیری کا شوق ہے وہ بھی عجیب عجیب کام کرتے ہین مین نے ایک شخص کو دیکھا ہے کہ پاؤن مین اڑہائی تین من کی زنجیر ہے اور وہ کھڑے سورج کو دیکھ رہے ہین ان لوگون کی کتابون کو بھی پڑھا ہے۔ ان مین ایسی ایسی حکائتین بھی دیکھین۔ کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب معراج کو گئے تو رستے مین ایک پہاڑ آ گیا۔ رستہ مسدود تھا۔ جبرئیل کے مشورے سے بھنگڑ فقیرون کی امداد کی ضرورت پڑی انھون نے بھنگ گھوٹ کر پہاڑ کو جو اس کا نگدا مارا اور دم شاہ مدار کہا تو رستہ کھل گیا۔

ایک بڑے امیر کبیر کو مین نے دیکھا کہ وہ ایک دھات کے سانپ کے آگے ناچا کرتا تھا۔ ایک دفعہ مین اس کمرے مین چلا گیا اس سانپ کو جو ٹھکرایا۔ بڑی آواز نکلی وہ دوڑا دوڑا آیا اور رام رام کرنے لگا۔ اس کی حماقت پہ مجھے بڑا تعجب آیا (۶) کئی دوکانداروں کو دیکھتا ہون کہ دن بھر بیٹھنے کا موقعہ ہی نہین ملتا۔ دروازے کے ساتھ ایک زنجیر باندھ رکھی ہے اور اسے پکڑ کر کھڑے ہین اور خوش ہین کہ گاہک بہت آتے ہین۔

(۷) کاپی نویس سارا دن اس طرح بیٹھا رہتا ہے۔ جیسے مرغی انڈون پر۔ اور اسی مین خوش ہے۔ مجھے بھی امام ویردی کی شاگردی کا موقع ملا۔ مگر میرے ہاتھون مین صنعت کم ہے۔ صرف ا ب ج د ذ یہ چار دن حرف سیکھے۔

جب انبیاء آتے ہین تو لوگون کو ایسے ایسے شغلون مین پاتے ہین۔ ان کا کام صرف یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ ان شغلون مین ایک شغل اپنا توجہ الی اللہ و ذکر اللہ کا بتا دیتے ہین وہ کہتے ہین دنیا کے کام بے شک کرو۔ بیوی بچے رکھو۔ جیسا کہ انبیاءؑ کے لئے بھی تھے اور سورہ رعد کے آخری رکوع سے معلوم ہوتا ہے لیکن خدا سے غافل نہ ہو جاؤ۔ یہی روحانی تعلیم ہے یہی روحانیت ہے۔ جو انبیاء کرام اور ان کے جانشین سکھانے آتے ہین۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے۔ دنیا کے مختلف اشغال تھے۔ آپنے فرمایا پانچ وقت نماز بھی پڑھ لیا کرو۔ پاخانہ جانا سب کو ضرور ہے۔ وہان اللّٰھم انی اعوذ بک من الخبث والخبائث ہی پڑھ لیا۔ ہی بیویون کے پاس سب کوئی جاتا ہے۔ آپنے ایک دعا سکھا دی کہ یہ بھی پڑھ لیا کرو غرض روحانیت اور روحانی تعلیم یہ ہے کہ انسان فطری کام کرے پاخانہ جائے۔ کھائے پیئے۔ احباب کو ملے جلے بیوی نکاح کرے۔ جماع کرے۔ کمائے۔ مگر اللہ سے غافل نہ ہو یہ نہین کہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر بیٹھ رہے یہ طریق انبیاء کی سنت کے خلاف ہے۔

جائز کام کرنے سے منع نہین فرمایا۔ ہان یہ ضرور ارشاد ہے کہ یامرھم بالمعروف وینھاھم عن المنکر یعنے مضر چیزون سے رکا ہے۔ مفید کامون مین لگے۔ مجھ سے بھی لوگون نے پوچھا ہے کہ تم کیا روحانی تعلیم دیتے ہو۔ اور اس جماعت

[illegible]

میں کیا روحانیت ہے۔ سو میں کھول کر سناتا ہوں۔ کہ روحانیت یہی ہے۔ تمہارا اُٹھنا۔ بیٹھنا۔ چلنا۔ پھرنا۔ سونا۔ جاگنا۔ پڑھنا تجارت کرنا۔ کوئی اور محنت۔ ملنا جلنا۔ سب کچھ اللہ کے لئے ہو۔ سب میں خدا یاد رہے۔ اپنے سارے کاموں میں اللہ کی رضا مدنظر رکھو۔ بس یہی تصوف یہی فقیری یہی روحانیت یہی روحانی تعلیم ہے۔

قرآن مجید کو رحل پر رکھنا اور اوپر ایک کپڑا یہ ظاہری ادب بمنزلہ جسم کے ہے۔ اگر دل کے اندر اس کے احکام کی ایسی ہی عزت ہو تو یہ اس کی روح ہے زبان ذکر الٰہی کرے یہ جسم ہے اگر اس کے ساتھ اخلاص اور تعظیم اوامر حضرت احدیت ہے تو یہ اس کی روح ہے۔ قرآن مجید پڑھنا اور اس کے معنے سیکھنا یہ بمنزلہ جسم ہے اور اس پر عملدر آمد یہ اس کی روح ہے وعظ سننا جسم ہے۔ اور اس پر عمل روح ہے۔

اگر میں اپنی روحانی تعلیم سمجھا سکا ہوں تو اپنے تئیں مبارکباد دیتا ہوں اگر تم نہیں سمجھے۔ تو انشاء اللہ پھر خدا توفیق دے گا

فرمایا محض تمہاری بھلائی کے لئے کہتا ہوں۔ اللہ نے مجھے تم میں سے ایک کا بھی محتاج نہیں کیا۔ میں کسی سے مفت کام لینا پسند نہیں کرتا۔ سات ماہ سے بیمار ہوں۔ تنہائی کا موقعہ بھی نہیں ملتا۔ مگر پھر بھی تم سے کوئی میرے رزق کا پتہ نہیں لگا سکا کہ میرا مولیٰ کہاں سے بیش از بیش دیتا ہے یہ اس کی غریب نوازی ہے۔

۱۵ - جون ۱۹۱۱؁ء - فرمایا جو اللہ تعالیٰ دے وہ بندہ شکر گذاری سے لے تو ضرور زیادہ انعام ملتا ہے ایک عورت نے مجھے ایک دفعہ ادھیلہ دیا۔ جو میں نے بڑی شکر گذاری کر لیا کہ اس کے تیل کی روشنی میں نسخے لکھ کر دونگا۔ تو مخلوق کو کس قدر نفع پہنچ سکتا ہے۔ اگر میں فن طبابت سے اسی ادھیلہ کی ایک دوائی بنالوں تو وہ کس قدر مخلوق الٰہی کے لئے نافع ہو سکتی ہے۔

فرمایا۔ شفا۔ اللہ تعالےٰ کے ہاتھ میں ہے۔ میرے اس زخم پر دس ڈاکٹروں نے اپنا زور لگایا ہے مگر یہ بات بھی حل نہ کر سکے کہ یہ ہے کیا۔

فرمایا۔ بعض لوگ دنیا کو ۶ - ۷ ہزار سال سے جانتے ہیں بعض دو ارب۔ بعض سکھ پر بھی کئی صفرین ایزاد کرتے ہیں لیکن خدا کی خدائی اور اس کی صفت خلق کی ازلیت کے مقابل پر یہ ہندسے کیا چیز ہیں۔

فرمایا۔ لوگ تجارت کرتے ہیں مگر نہ کسی تجربہ کار سے مشورہ لیتے ہیں نہ حساب صاف رکھتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ پھر نقصان اٹھاتے ہیں۔

فرمایا۔ قرضہ حسنہ بہت اچھی چیز ہے لیکن آجکل وعدہ پر کم ادا کیا جاتا ہے۔ جس سے ایسے لوگ بھی جو دل سے اپنے بھائی کو نفع پہونچانا چاہتے ہیں۔ وہ بھی دینے میں تامل کرتے ہیں۔

فرمایا۔ جب تم اپنے کار منصبی سے فارغ ہو۔ تو بے ہودہ بحثیں جن سے نہ دنیا کا فائدہ ہو نہ دین کا نہ لے بیٹھو۔ بلکہ خدا کی طرف راغب ہو جاؤ۔ اور لا الہ الا اللہ کا ذکر کرو۔ درود پڑھو۔ استغفار بار بار کرو۔ الحمد شریف پڑھو۔ اور قرآن مجید کی تلاوت کرو۔

فرمایا۔ فلسفیوں کا کسی مسئلہ اتفاق نہیں۔ رسم و عادت کے کسی مسئلے میں لوگوں کا اتفاق نہیں۔ حتے کہ خوراک اور پوشاک میں ایک ملک کے لوگوں کا اتفاق نہیں۔ پھر بھی لوگ عام رائے کی پیروی کرتے ہیں۔ تعجب کہ تمام انبیاء علیہم السلام کے اجماعی مسئلے کے ماننے میں تامل ہے وہ یہ کہ اللہ تعالےٰ ہے اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

فرمایا۔ نبیؑ کے مقابل جو لوگ ان انتم الا بشر مثلنا کہتے ہیں ان کو یہ خیال نہیں آتا۔ کہ بادشاہ جیسے وہ حاکم اعلےٰ مانتے ہیں آخر وہ بھی تو انسان ہی ہوتا ہے۔

فرمایا۔ اللہ پر بھروسہ کے یہ معنے نہیں کہ سامان الٰہی کو ترک کر دے بلکہ سامان سے کام لے کر پھر نتیجہ کے لئے اللہ پر توکل کرے۔

فرمایا۔ یہ بھی ایک قسم کا کفر اور کفران نعمت ہے کہ آدمی بھلی بات سن لے اور اس پر عمل نہ کرے۔

۱۷ - جون ۱۹۱۱؁ء - ہفتہ - فرمایا جب انسان اللہ سے دور ہو جاتا ہے تو اس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے ایسے شخص کو اللہ جل شانہ کی طاقت کی پروا نہیں ہوتی اپنے ہی منصوبوں پر بھروسہ کرتا ہے۔ اس بلا میں بہت سی خلقت مبتلا ہے یہ بلا اللہ کی غفلت اور اس سے بُعد اختیار کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔ جن کو غفلت نہیں وہ ہر آن میں اپنے تئیں زیر تصرف الٰہی مانتے ہیں۔ جن لوگوں نے الٰہی عظمت و جبروت کا انکار کیا ہے انہوں نے رسولوں کو اپنے جیسے بشر سمجھ کر کہہ دیا کہ جتھا ہمارا۔ زور ہمارا۔ ہمیں ان کی کیا پروا۔

فرمایا۔ ایک عجیب نکتہ ہے۔ کفار نے لنخرجنکم فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے مقابل پر لنھلکن الظالمین فرما کر اس ہلاکت کی وجہ بھی بتادی۔ اور لنسکننکم کے انعام کا سبب بھی بتادیا۔ لمن خاف مقامی۔

فرمایا۔ یسقی من ماء صدید کا نظارہ آتشک کے بیماروں میں دیکھا ہے جن کے گلوں میں زخم ہو جاتے ہیں۔ انہیں کھاتے پیتے وقت پڑتا ہے۔

فرمایا۔ انسان
اسلئے گناہ کرنا عاقبت
اور قبر میں تو اکیلا رہ
جنہاں واسطے

فرمایا۔ ایک وقت آتا ہے نہ ہم یہاں ہماری جگہ اور قوم ہو گی اور نہ یہ مکان نہ یہ حار اس پر قادر ہے۔ پس عاقبت کی فکر کرلو۔

فرمایا۔ ہر کام میں دیکھ لو کہ خدا کی پروانگی ہے یا نہیں۔ پھر یہ کہ اس میں مخلوق کی بہتری ہے یا نہیں پھر کرو۔

فرمایا۔ میں دعا کرتا ہوں۔ اللہ تمہیں عاقبت اندیش بنادے دین کے معاملہ میں بھی اور دنیا کے معاملہ میں بھی۔

۱۸ - جون ۱۹۱۱؁ء - (اتوار)

ہر ایک شریر جو خدا تعالےٰ سے دور ڈالے وہ شیطان ہے۔

میں نے ایک ڈاکو سے پوچھا تم جو اس قدر خونریزی کرتے ہو۔ کیا تمہارا دل ملامت نہیں کرتا۔ کہا تنہائی میں تو ملامت کرتا ہے مگر جب ہم تین چار مل جاویں۔ تو پھر کچھ یاد نہیں رہتا اس سے مجھے یہ نکتہ معرفت ملا کہ غافلوں کی صحبت میں غفلت بڑھ جاتی ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں مجلس میں بیٹھتا ہوں۔ تو ۷۰ سے ۱۰۰ دفعہ تک استغفار کرتا ہوں تاکہ وہ میل جو اس صحبت کا نتیجہ ہو سکتا ہے دور ہو جاوے۔

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غفلت پیدا کرنے والی صحبتوں سے بچنا چاہیئے اور اگر کہیں اتفاق سے بیٹھنا ہو جائے تو پھر استغفار کی کثرت چاہیئے تاکہ دل زنگ آلودہ نہ ہوں۔

فرمایا۔ میں نے بڑے بڑے بدکاروں سے دریافت کیا ہے کبھی کسی نے نہیں کہا کہ ہمیں شیطان پکڑ کر برے کام کی طرف لے گیا۔ آدمی خود ہی جاتا ہے۔

فرمایا۔ ظالم وہ ہے۔ جو کام کرنے کے ہوں انہیں نہ کرے اور جو نہ کرنے کے ہوں انہیں کرے۔ فرمایا۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ ایمان الگ اور عمل الگ ہے ایسا ہرگز نہیں۔ ایمان کا مقتضا عمل صالح ہے۔ جیسا کسی کا ایمان ہو گا۔ ویسا ہی عمل ہو گا۔

فرمایا۔ لوگ اگر سالن میں نمک زیادہ یا کم ہو جائے۔ تو شور محشر بپا کر دیتے ہیں لیکن بیوی یا بچہ اگر نماز نہ پڑھے۔ تو کچھ فکر نہیں۔ خیالی سکھوں کے لئے ہزاروں انتظام کرتے ہیں۔ مگر اللہ کی نافرمانی سے بے پروا ہیں۔ جو بڑے افسوس کی بات ہے۔

فولادی صندوق

ہمارا کارخانہ اسٹیل بکسوں کا عرصہ کئی ماہ سے جاری ہے جن میں حتے الوسع سب عمدہ اور مضبوط بکس طیار ہوتے ہیں خصوصاً ٹرنک کا کام بہت خوبی اور تاکید سے ہوتا ہے۔ مال ارزان اور کفایت سے فروخت ہوتا ہے۔ خاص کر بیوپاریوں کی خدمت میں علاوہ جلد تعمیل آرڈر اور ارزانی نرخ کے حتی الوسع پیکنگ وغیرہ میں کفایت شعاری کا انتظام ہے اور کارخانہ بھی ہوڑہ اسٹیشن سے بہت قریب ہے۔ دھوکا وغیرہ سے بالکل پرہیز ہے۔ ایک مرتبہ بطور نمونہ طلب کریں آزمائش کے لئے عمدہ ذریعہ ہے جو صاحب ہم سے خط و کتابت کریں گے انشاء اللہ تعالےٰ فائدہ میں رہیں گے۔ جملہ امور بذریعہ خط و کتابت طے ہو سکتے ہیں۔

المشتہر۔ عبد الغنی احمدی مینوفیکچرز آف اسٹیل ٹرنکس بالی لیوس روڈ متصل بلی لیوس اسپتال ضلع ہوڑہ

ریویو

مفصلہ ذیل گیارہ کتب منشی افتخار الدین صاحب آفت ساکن شہر لودیانہ سے مل سکتی ہیں۔

(۱) **نالۂ آفت**۔ مؤلفہ آفت صاحب۔ ہندوستان کے بعض مشہور شعراء کی غزلوں کا انتخاب۔ ۲۴ صفحہ۔ قیمت ۲؍

(۲) **حسینوں کا ناز**۔ مؤلفہ آفت صاحب۔ ذوق۔ آتش۔ قیصری۔ اقبال۔ آفت وغیرہ شعراء کی وہ نظمیں جو مشاعروں میں پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھی گئیں۔ ۳۲ صفحہ۔ قیمت ۲؍

(۳) **غنچۂ شگفتہ**۔ مرتبہ منشی صاحب موصوف۔ داغ۔ نسیم۔ فیاض وغیرہ شعراء کی چیدہ نظمیں۔ ۳۲ صفحہ۔ قیمت ۲؍

(۴) **عروسِ کلام**۔ مرتبہ آفت صاحب اس کے ٹائٹل پر جو شعر ہے وہ اس کے اندر کے مضامین کو ان الفاظ میں ظاہر کرتا ہے۔ ؎

جلوے ہیں برق طور کے آنکھوں کے سامنے
گھونگٹ اُلٹ دیا ہے عروسِ کلام نے

۳۲ صفحہ۔ قیمت ۲؍

غنچۂ نوشگفتہ۔ مرتبہ منشی صاحب موصوف۔ جلال۔ بسمل۔ بیکل۔ غالب۔ آغا کی وہ نظمیں جو شائقین سخن اپنی بیاضوں میں درج کیا کرتے ہیں۔ ۲۰ صفحہ۔ قیمت ۲؍

(۶) **نازِ حسیناں**۔ مرتبہ آفت صاحب۔ امیر۔ مسرور۔ مضطر۔ تسمید۔ رقت وغیرہ شعراء کی نظموں کا مجموعہ۔ ۳۲ صفحہ قیمت ۲؍

(۷) **افتخار الاشعار**۔ جناب آفت صاحب کی نظموں کا مجموعہ چند اشعار بطور نمونہ درج ہیں۔

بوریا بہتر ہے مجھ کو قاقم و سنجاب سے
کیا غرض درویش کو ہے اطلس و کمخواب سے

گرم جوشی خوش نہیں آتی ہے مجکو ہجر میں
اور جلتا ہوں زیادہ کثرت احباب سے

خوب اے آفت لکھی واللہ تم نے یہ غزل
معرکے میں آج کے اچھے رہے احباب سے

قیمت ۸؍

(۸) **غنچۂ تبسم**۔ مولوی فضل الدین صاحب فیاض کی نظموں کا مجموعہ ہے ٹائٹل پر لکھا ہے۔ ؎

یہی جذبات ہیں شاعر طبیعت سے میں عاجز ہوں
خدا جانے کہاں سے شعر کا چسکا لگا لائی

قیمت اصلی ۲؍ رعایتی ۱؍

(۹) **چمنستان سخن**۔ فیاض صاحب نے مختلف شعراء کی نظموں کا مجموعہ ایک جگہ جمع کیا ہے۔ قیمت ۲؍

(۱۰) **گل نوشگفتہ**۔ فیاض صاحب کی جدید نظموں کا مجموعہ قیمت ۲؍

(۱۱) **مخزن قوالی**۔ مختلف شاعروں کی صوفیانہ نظموں کا مجموعہ قیمت ۴؍۔ چند مصرعے بطور نمونہ درج ذیل ہیں۔

اُمید وصل نے جیسے یاس پال کرتی ہے گھر پہلے
کروں خدمت میں آنکھوں سے بٹھاؤں چشم پر پہلے
رہ اُلفت کے کوچے میں نفع پیچھے ضرر پہلے
سحر گر یار جائے گا تو ہے اپنا سفر پہلے
تجھے لازم تھی اے ظالم میری لینا خبر پہلے

خمخانۂ عشق

دیوان نایاب۔ نتیجہ طبع منشی نبی بخش صاحب نایاب۔ میونسپل کمشنر قصبہ نکودر ضلع جالندھر

انگریزی میں ایک مثل ہے۔ شاعر پیدا ہوتا ہے۔ تکلف سے نہیں بنتا۔ سو منشی نبی بخش صاحب کے اشعار بتلاتے ہیں کہ انہیں فطرت نے شاعر بنایا ہے۔ ہر مذاق میں عمدہ نظمیں لکھی ہیں پر میں اپنے مذاق کے مطابق مدح رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے چند اشعار درج ذیل کرتا ہوں۔

سب سے اشرف تجھ و دنیا میں بنایا حق نے ٭ کہہ کے محبوب تجھے آپ بلایا حق نے
پاس اپنے شب معراج بٹھایا حق نے ٭ بھید قدرت کا جو تھا تجکو بتایا حق نے
کب کوئی پہونچ سکا رتبے کو تیرے آقا
آئے دنیا میں نبی سینکڑوں تیرے آقا
جب ہوا خاک کے پردے میں تیرا نور عیاں ٭ ہو گیا نور سے اک آن میں معمور جہاں
آسمان ہوتا تھا جھک جھک کے زمین پر قرباں ٭ گیت گاتے تھے بصد شوق حور و غلماں

آج پیدا ہوا
آگیا
لکھائی۔ چھپائی اور
سے مل سکتا ہے۔

جلسہ تاجپوشی قیصر در قادیان

جلسے ہو

سردار وساوا ۔ (وزیر اعظم ریاست اجے گڈھ) کی سعی سے ان کے دیوان بلاڈنگ میں منعقد ہوا جس میں ہندو۔ مسلمان۔ سکھ۔ تمام فرقہ کے لوگوں کو مدعو کیا گیا تھا۔ سردار صاحب موصوف کی افتتاحی تقریر پھر شیخ یعقوب علی صاحب کی تقریر ماسٹر عبد الرحیم صاحب کی نظم اور ایک سکھ صاحب و لالہ صاحب کے شکریہ کے ساتھ جلسہ ختم ہوا۔ بچوں میں مٹھائی تقسیم ہوئی۔ سردار صاحب نے پتری پاٹ شالہ کے کھولنے کا اعلان کیا اور ہندو مسلم شرفاء کو ایوننگ پارٹی دی گئی۔

دوسرا جلسہ مدرسہ تعلیم الاسلام ہائی اسکول کے بورڈنگ میں ہوا۔ جہاں برٹش کی وفاداری کے متعلق کئی ایک تقریریں مختلف احمدی احباب نے کیں۔

علاج الطاعون

مصنفہ حکیم سید محمد عبد اللہ صاحب بسمل طاعون۔ ٹیکہ وغیرہ طاعون کے متعلق مفید معلومات کا مجموعہ ہے۔ دوبار پہلے چھپ چکا ہے یہ تیسرا ایڈیشن ہے۔ قیمت اصلی ۸؍ رعایتی ۲؍۔ ملنے کا پتہ افغان پریس۔ واقع افغان سٹریٹ پشاور شہر

مسئلہ قربانی

اس مسئلہ کے متعلق ایک معروضہ جناب حکیم ابو البرکات عبد الرؤف صاحب گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں لکھا ہے۔ معروضہ کیا ہے گائے کی قربانی پر نہ صرف اسلامی عقائد کے لحاظ سے بلکہ ہندو مذہب کے نکتہ خیال سے بھی ایک مفصل بحث ہے۔ اس میں ثابت کیا گیا ہے کہ گائے کا فساد خواہ مخواہ ہندو لوگ ہمیشہ اٹھاتے ہیں اور مسلمانوں کے مذہبی معاملات میں بے جا مداخلت کرتے ہیں اس کتاب کی خوب اشاعت کرنی چاہیئے۔ ملنے کا پتہ۔ عبد الرشید ۲۷ رام موہن گھوس لین۔ کلکتہ

ویدک شادی کی فضیلت

مصنفہ سردار سیوا سنگھ صاحب پنڈی گھیپ۔ قیمت ۳؍ کتاب

سردار صاحب موصوف نے آریوں کی بدزبانی سے تنگ آکر لکھی ہے معلوم نہیں کہ آریوں کو کیا شوق ہو کہ جب تک غیر مذاہب کے حقیقی بحث کلامی نہ کر لیں انہیں کھانا ہی ہضم نہیں ہوتا کسی جگہ سکھ صاحبان نے

رم صاحبزادہ میرزا
نے جلسہ تاجپوشی
پنے فرمایا کہ لم
سلسلہ کا ارشاد ہے
جنے بہت شرم اور
اس فعل کے خلاف کہ
یہ ہے کہ دل وزبان ایک ہو
وعظ سے بہت ڈرتے تھے تاکہ ایسا نہ ہو کہ
قول ہمارے فعل کے خلاف ہو ان کے نزدیک یہ بات
بہت ناپسندیدہ تھی کہ نصائح تو زیادہ ہوں اور عمل ان کے خلاف
احمدیوں کی طرف سے ہر ایسے موقع پر اظہار وفاداری
ہوا کرتا ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ اس گورنمنٹ کی ماتحت سب سے
بڑا سکھ ہم نے کونسا پایا۔ یونیورسٹیاں۔ مدرسے۔ تجارت
کی آزادی۔ ڈاک۔ تار۔ ریل۔ بہت بڑے انعام ہیں۔ مگر یہ
سب ہیچ ہیں۔ اگر مذہبی آزادی نہ ہو بلکہ مذہبی آزادی کے
مقابلہ میں ان کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی ہیرا لے کر
پتھر اور تریاق لے کر زہر دیدے۔ پس سب سے بڑی
خوبی جو اس زمانہ میں ہے وہ مذہب کے بارے میں کامل
آزادی ہے۔ مگر اس آزادی کے یہ معنے نہیں کہ مسلمان
آریہ۔ عیسائیوں پر حملہ کریں اور آریہ مسلمانوں پر اور عیسائی
آریوں پر اور اس طرح ملک میں فساد پھیلائیں۔ آزادی یہ نہیں
کہ ایک دوسرے کی پگڑی اتار سکیں بلکہ آزادی یہ ہے۔ کہ
ہم اپنی شریعت پر کھلم کھلا عمل کریں۔ نمازیں پڑھیں روزے
رکھیں۔ خداتعالیٰ کی عبادت کریں۔ ہمیں کوئی اس سے نہیں
روکتا۔ اب اس نعمت کا شکریہ کیا ہے یہی کہ اس آزادی سے
فائدہ اٹھاویں وہ تقوے وہ اخلاص وہ مودت وہ فرمانبرداری
وہ دینداری ہو۔ جو قرآن کریم ہم میں پیدا کرنی چاہتا ہے۔
لیکن اگر قرآن وحدیث پر عمل نہیں وہ تقوی
وہ طہارت نہیں وہ خشیۃ اللہ نہیں جو مذہب ہم میں پیدا کرنی
چاہتا ہے۔ تو پھر یہ آزادی۔ بیٹر بازی کی طرح ایک کھیل
ہو جاوے گی جو بہت ہی معیوب امر ہے اس کی مثال یوں
ہے۔ جیسے کوئی روٹی بھوک کی حالت میں اور پانی پیاس
کی حالت میں دے اور ہم بجائے اس سے کھانے پینے کے ضائع
کردیں یہ احسان کی شکرگذاری نہیں بلکہ ناشکری ہے۔

پس گورنمنٹ برطانیہ کی دی ہوئی مذہبی آزادی (جو
سب سے بڑی نعمت اس حکومت کی ہے) کا شکریہ یہ ہے۔ کہ ہم
اپنے نفوس کا تزکیہ کریں اور اپنی زندگی ایسی طرز میں گذاریں
جو مخلوق الٰہی کی ہمدردی سے لبریز ہو۔

اور ہمارا تو رونگٹا رونگٹا اس حکومت کے شکر سے معمور ہے
اور کیوں معمور نہ ہو انسان کو سب سے بڑی امید تو اپنے بھائیوں
پر ہی ہوتی ہے۔ ہمارے بھائیوں نے جو مسلمان کہلاتے ہیں
سب سے پہلے ہم پر کفر کا فتوے لگایا۔ ہمارے قتل کے
فتوے دے گئے۔ سوروں اور کتوں کے لئے تو رہنے کی
اجازت ہے مگر ایک احمدی کا گاؤں میں رہنا پسند نہیں
باہر کی اسلامی سلطنتوں کا یہ حال ہے کہ افغانستان میں اس
سلسلہ کے دو مخلص جو بڑے متقی اور پرہیزگار تھے۔ جو
ہم سے پیچھے آئے۔ پر آگے نکل گئے۔ وہ سنگسار کئے گئے
گویا ان کو وہ سزا دی گئی جو زنا کی ہے یعنے خدا کے مامور کو
ماننا۔ زنا سے بھی برا ہے۔

جو یورپین ٹرکی ہے۔ اس میں عیسائیت کے خلاف کہنا جرم ہے
چنانچہ جو کتابیں چھپتی ہیں۔ وہ بیروت۔ مصر۔ شام میں چھاپی
جاتی ہیں ایک ہم ہیں کہ عیسائیت کی تردید کھلے بندوں کر
سکتے ہیں پس کس قدر احسان ہیں۔ جن کا شکریہ یہی ہے کہ
اس آزادی سے فائدہ اٹھائیں اور اپنے اندر ایک خاص
تبدیلی پیدا کرلیں اور اس سلطنت کے لئے دعائیں کریں
ان کے پاس دنیا تھی انہوں نے ہمیں دنیا دی۔ ہمارے
پاس مذہب ہے۔ ھل جزاء الاحسان الا الاحسان
کے مطابق یہی پیش کرتے ہیں اور میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ
جیسے اس شہنشاہ کے سر پر آج دنیاوی تاج رکھا ہے وہاں
بھی آوے کہ اسلام کا تاج بھی اس کے سر پر ہو۔ سونے
اور جواہرات کا تاج تو مٹی سے نکلا ہے مگر وہ تاج آسمان سے
آتا ہے جیسے دنیاوی سلطنت کا دروازہ اس قوم کے لئے
کھولا گیا ہے ایسا ہی حقیقی سلطنت کا دروازہ بھی ان پر کھل
جائے جس چشمہ نور سے ہم نے پانی پیا ہے یہ بھی سیراب
ہوں۔

یاد رکھو کہ گورنمنٹ کی ترقی ہماری اپنی ترقی ہے اسلئے
ہم جان ودل سے اس کی ترقی ملک کے خواہاں ہیں۔ وہ وقت
ضرور آئے گا کہ یہ قومیں خودبخود اسلام کی طرف متوجہ ہوں۔
جیسا کہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض الہامات اور
کشوف ہیں۔

نالۂ اویس

جناب اویس (صوفی تصور حسین) ایک خاص مذاق کے بزرگ ہیں
آپکے یہ اشعار دلچسپی سے پڑھے جائیں گے

انسان سے کہنے کو تو کیا ہو نہیں سکتا
بے فضل خدا کچھ بجز ا ہو نہیں سکتا

ہر رونگٹے پہ احسان ترے لاکھوں ہیں خدایا
ہم سے سر مو شکر ادا ہو نہیں سکتا

ہے یاد خدا موجب تنویر دل و جاں
بے مصقلہ آئینہ صفا ہو نہیں سکتا

اک عمر سے میں بھی ہوں گرفتار محبت
اس قید سے دم بھر کو رہا ہو نہیں سکتا

کیا نالۂ و فریاد کروں میں ترے در پر
نالوں سے مرے حشر بپا ہو نہیں سکتا

الفت تری اس درجہ ہے دل میں مرے جاگیر
اک آن بھی میں تجھ سے جدا ہو نہیں سکتا

بگڑی ہوئی اک آن میں میری جو بنادے
کیا تجھ سے یہ اے میرے خدا ہو نہیں سکتا

قدرت کے تماشے تری ہم دیکھ رہے ہیں
وہ کیا ہے جو تجھ سے نہ ہوا ہو نہیں سکتا

درپیش ہوں گو کتنے ہی دنیا کے بکھیڑے
میں غیر سے شاغل بخدا ہو نہیں سکتا

ہاں فضل کی امید ہے تجھ سے مجھے ہر دم
مایوس تو میں تجھ سے خدا ہو نہیں سکتا

ذرہ کو جو تو چاہے تو خورشید بنادے
انسان کا کیا عقدہ کشا ہو نہیں سکتا

مدت ہوئی تاریکی غفلت میں پڑا ہوں
اک عہد سے بھی عہدہ برآ ہو نہیں سکتا

گو سب سے سوا ہوں میں گنہگار الٰہی
غفار سے کیا خط سنجطا ہو نہیں سکتا

رحمان سے مایوس اویس آہ نہ ہو تو
یہ تیر دعا تیرا خطا ہو نہیں سکتا

دوسرے تین خلفا

سے

خلافت

رسول صلعم

اور سنی کہتے ہین کہ جناب

اس مضمون میں یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ ترتیب خلافت جس طرح کہ واقعہ ہوئی۔ جس کے رو سے جناب علیؓ چوتھے نمبر پر خلیفہ ہوئے۔ یہی ترتیب منجانب اللہ اور حسب اقتضائے مشیت ایزدی تھی۔ اور شیعوں کا ادعا محض مفسدہ پردازی و افتراق عصائے امت پر مبنی ہے۔ اس کے ثبوت میں ہم ذیل ایک معرکتہ الآرا حدیث ہدیہ ناظرین کرتے ہین جس سے یہ امر بڑی صفائی سے ثابت ہوجاتا کہ بالآخر شیعوں کو بھی جناب مرتضیٰ کے رابع الخلفا رہونے سے انکار نہین کاش کوئی سعید الفطرت منصف مزاج شیعہ اس پر غور کرنے کی تکلیف گوارا کرے۔ اصل حدیث عربی مین ہے بخوف طوالت اسکا خلاصہ ترجمہ اردو مین کیا جاتا ہے۔

یحییٰ بن سعید البلخی نے امام رضا سے اور انہوں نے اپنے آبائے کرام سے خو. جناب علی علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ کہ ایک دفعہ رسول صلعم کے ساتھ مدینہ کے ایک رستے سے گذر رہے تھے کہ سامنے سے ایک سفید ریش طویل گھنی داڑھی والے بزرگ دوچار ہوئے اور رسول صلعم سے سلام عرض کیا۔ آنحضرت نے مرحبا فرمایا۔ پھر وہ بزرگ میری طرف متوجّہ ہوئے اور فرمایا السلام علیک یا رابع الخلفا ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ پھر کہا یا رسول اللہ کیا ایسا نہین۔ آنحضرت نے فرمایا۔ ہاں ایسا ہی ہے۔ پھر وہ تشریف لیگئے۔ میں (علیؓ) نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ اس بزرگ کے قول کا کیا مطلب ہے۔ جس کی آپ نے بھی تصدیق فرمائی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ کہ آپ ایسے ہی ہیں۔ الحمدللہ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے (خلیفہ اول آدم علیہ السلام کے حق مین) انی جاعلٌ فی الارض خلیفہ اور (خلیفہ دوم حضرت داؤد کے حق مین) یاداؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض) اور موسیٰ کی زبانی ہارون کو کہا گیا۔ جب انہوں نے قوم مین انکو خلیفہ بنایا تھا (اور خود کوہ طور کو تشریف لیگئے تھے) اخلفنی فی قومی و اصلح (یہ تیرے خلیفے تھے) اور جب خدا تعالےٰ نے فرمایا اذان من اللہ ورسولہٖ الی الناس یوم الحج الاکبر تو اس پیغام الٰہی کو پہنچانیوالے آپ ہی تھے اور آپ وصی ہیں اور آپ سے بمنزلہ ہارون من موسیٰ کے ہین۔ اور کوئی نبی میرے بعد نہین ہے پس آپ رابع الخلفا رہین جیسے کہ اس بزرگ نے فرمایا تھا۔ میں (علی) نے عرض کیا۔ کہ یہ بزرگ تھے کون۔ تو فرمایا یہ تیرے بھائی خضر علیہ السلام تھے۔ پس جان لیں آپ اس کو یعنی آدم و داؤد و ہارون و علی یہ چارون خلیفہ اللہ ہین"۔ بحوالہ کتاب ینابیع المودۃ دیکھو اخبار اثنا عشری مطبوعہ ۲۳ جنوری ۱۹۰۷ء

فٹ نوٹ قصیدہ عربی مولوی سید مقرب علیخان صاحب رئیس جگراؤں مؤلف ذریعۃ النجات صفحہ ۱۵ و ۱۶ ناظرین میں بزور آپ سے التماس کرتا ہوں کہ شیعہ راویوں کی نکتہ آفرینیوں کی داد دی جائے۔ انکی بلا سے اگر جناب مرتضیٰ کی خلافت بلافصل کا دعوی کمزور ہے۔ انکی بلا سے اگر سوائے حضرت آدم اور داؤد و ہارون علیٰ نبینا و علیہم السلام باقی ہزارہا پیغمبروں کی عظمت پر پانی پھر جائے۔ مگر انکی جدت طرازی اور نکتہ آفرینی کا لوہا بہرحال ماناجائے نکتہ آفرین واضع حدیث مذکور نے جب دیکھا کہ جناب علی کی خلافت بلافصل ثابت کرنا ٹیڑھی کھیر ہے۔ اور انکو خلافت تو چوتھے نمبر پر ہی نصیب ہوئی ہے۔ اور اسکا انکار گویا امر واقعہ کا انکار ہے تو اسنے اسکی کیفیت مین ایک جدت طرازی اور اختراع پردازی کا رنگ جما دیا۔ کہ اچھا جناب علی چوتھے خلیفہ ہی سہی۔ مگر اسکا یہ مطلب تھوڑا ہی ہے کہ وہ خلفائے راشدین رسول صلعم میں سے چوتھے درجہ پر ہین وہ تو نبی خلیفوں میں سے چوتھے درجہ پر ہین۔ کیا خوب!

مگر جدت طراز راوی اور اس کے ہم مشرب گروہ کو سوچنا چاہیئے کہ خلافت بلافصل کا عقدہ تو پھر بھی حل نہ ہوسکا پر نہ ہوسکا۔ بلکہ جناب علی کا مطلق خلیفہ ہونا بھی ثابت نہ ہوا کیونکہ یہ اس صورت میں ثابت اور قابل تسلیم ہوتا کہ قرآن مجید میں سے جسطرح آدم و داؤد و ہارون کے لیئے خلیفہ کا لفظ متن آیت سے ہر دفعہ دکھلایا گیا اسی طرح جناب علی کے حق مین بھی کسی آیت سے کسی نہ کسی صیغہ سے مستنبط کیا جاتا۔ دوسری طرف اگر اصحاب ثلاثہ کے حق میں دربارہ خلافت کوئی نص نہ بھی ہو۔ جب بھی کوئی قباحت عاید نہین ہوسکتی۔ کیونکہ خلیفہ اور اخلفنی کے الفاظ صرف تین نبیوں کے حق مین قرآن مین مذکور ہوئے ہین اور اس سے یہ لازم نہین آتا۔ کہ سوائے ان تین نبیوں کے دوسرے ہزارہا اولوالعزم پیغمبر جن میں حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ اور خود رسول صلعم خاص قابل غور ہیں۔ خدا کے خلیفے نہ تھے۔ حاشا وکلا۔

ہاں کوئی صاحب کہہ سکتے ہین کہ خداوندکریم نے خود ان دو تین خلفا کا جو نبی تھے۔ خاص بلفظ خلیفہ قرآن مین ذکر فرمایا۔ تو اسکی بھی کوئی نہ کوئی وجہ ضرور ہوگی تو اس کا آسان جواب یہ ہے کہ خداوندکریم نے آیت استخلاف مین کما استخلف الذین من قبلہم فرما کر امت محمدیہ کے لیئے یہ وعدہ بلکہ حتمی وعدہ کر دیا تھا۔ کہ جس طرح پہلے خلفاء ہو گزرے ہین۔ انہی کے نقش قدم رسول کریم کے خلیفے بھی بنائے جائینگے۔ سو الحمدللہ کہ ایسا ہی ہوا۔

تمام صحابہ کرام بباعث استفاضہ حضرت رسول کریم ملکوتی صفات اور ملایکہ کے مظہر تھے۔ اور جن مین سے خداوندکریم نے جناب ابوبکر صدیق کو انکا سردار بنادیا۔ اور اس طرح سے وہ پہلے خلیفۃ اللہ آدم کے مظہر ٹھہرے۔ دوسرے خلیفہ حضرت داؤد صاحب شمشیر و صاحب جہاد و صاحب فتوحات تھے انکے مظہر جناب عمر فاروق ٹھہرائے گئے۔

باقی رہی حضرت ہارون والی خلافت سو قرآن سے ظاہر ہے۔ کہ وہ امن کی خلافت تھی بلکہ لڑائی جھگڑے والی خلافت تھی۔ ہارون کے مصداق جناب مرتضیٰ کو شیعہ بناتے ہین۔ تو بسم اللہ چشم ما روشن دل ماشاد۔ لیکن یاد رہے کہ ہارون خاص وقت تک تھے۔ دیگر معلوم ہو کہ کوئی صاحب اگر حدیث مذکور کی مزید تائید چاہین۔ تو وہ سید ابوالقاسم مجتہد لاہوری و سید علی الحائری لاہوری کے رسالہ برہان البیان مطبوعہ مطبع احسن المطابع صد ۳۱ و صد ۳۲ سے اپنی تسلی کرلین۔ جہاں اصل فارسی عبارت یوں مرقوم ہے پیغمبر و علی گفت السلام علیک یا رابع الخلفا پس برآمد غیب شد پیغمبر فرمود این شخص خضر نبی بود۔ تقریر معروضہ بالا سے واضح ہوچکا ہے کہ رابع الخلفا کا جو مفہوم حدیث مذکور میں ہے وہ باوجود تفصیل پھر بھی مجمل ہی رہا۔ اور اس سے خلافت مرتضوی پر عموماً اور خلافت بلافصل کے تنازعہ پر خصوصاً کوئی روشنی نہین پڑتی۔ اس واسطے سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر اس قول کی تفسیر کس طرح کی جائے۔ آخر وہ حدیث ہے اور اس کے راوی بھی آئمہ معصومین ہیں۔ لیکن چونکہ تفسیر بالرائے فریقین شیعہ و سنی ہر دو میں ممنوع ہے۔ البتہ تفسیر قابل قدر وہ ہے جسکو بقول شیعہ والراسخون فی العلم بیان فرماوین اور پھر چونکہ یہ معاملہ اہلبیت کے چشم و چراغ جناب علی کے متعلق ہے۔ اسواسطے ہمین بڑی محنت سے

اس قول کی تفسیر کے لیے ایک ایسے بزرگ کو تلاش کیا ہے جو جناب مرتضیٰ کا یار غار اور محرم راز جان نثار بھی ہے۔ اور علاوہ اس کے اہلبیت بھی ہے اور بقول شیعہ بہ نسبت باہر والوں کے گھر والے گھر کے معالات سے بخوبی واقف ہوتے ہیں اهل البیت ادرى بما فيه یہ صاحب حضرت سلمان فارسی ہیں جس کے علم کی وسعت کی تعریف بھی کتب شیعہ میں مذکور ہے۔ کوئی جاہل ناخواندہ عرب نہیں۔ کہ ان کا بیان اور تفسیر قابل سماعت نہ ہو۔ اور اس تفسیر کا ذکر بھی ہم خواجہ نصیر الدین مشہور بہ محقق طوسی کی نہایت مشہور و معروف کتاب اخلاق ناصری فارسی سے ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ یہ کتاب کئی برسوں سے پنجاب یونیورسٹی میں منشی فاضل کی جماعت کا کورس بھی ہے محقق طوسی کے کلام کی جو عظمت و وقعت شیعوں میں ہے اسکی تشریح کرنا تحصیل حاصل ہے۔ لہٰذا اب اس تفسیر کا ذکر ضروری ہے محقق طوسی فرماتے ہیں وامیر المومنین رضی اللہ عنہ مزاح بودے تا بحدے کہ مردماں اورا بداں عیب کردند و گفتند لولا دعابة فيه و سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اوراگفت در مزاح کہ باد بکردند اخرك الى الرابعة

یعنی جناب علی بہت ظریف الطبع تھے۔ یہاں تک کہ لوگ انکو اس بارہ میں معیوب کرتے تھے۔ اور کہتے تھے۔ کاش آپ میں ظرافت کی عادت نہ ہوتی۔ اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ ظرافت کرتے ہوئے دیکھکر جناب علی کو عرض کیا تہا۔ کہ اس عادت نے ہی آپ کو چوتھے درجہ پر پہنچایا۔ دیکھو اخلاق ناصری مطبوعہ نول کشور ۱۳۰۹ء صفحہ ۲۴۵ کیوں معزز ناظرین اب تو آپ کو رابع الخلفاء کی حقیقت و تفسیر واضح ہو گئی یا نہ۔ میں تو دل سے محقق طوسی کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنھوں نے ایسی فیصلہ کن روایت اپنی اخلاقی کتاب میں زبانی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ درج فرمائی۔ رباعی کلام خضر کا مطلب کوئی سمجھے تو کیا سمجھے بدکے بے سمجھائے حضرت کے نہ عیب خود مرتضیٰ سمجھے حقیقت رابع الخلفاء کی یا مصطفےٰ سمجھے ۞ و یا سلمان فارس راز دار مرتضیٰ سمجھے ۞ دوران خلافت خلفائے راشدین میں ہمارے شیعہ احباب جو نقشہ جناب علی کا کھینچتے ہیں۔ اور جو جو حسد و رشک و بخل طبعی کے خواہ مخواہ اس میں دکھاتے ہیں۔ انکو اس روایت کے مطالعہ کرنے کے بعد شرم کرنا چاہیئے۔ کیونکہ جناب مرتضیٰ جیسے خوش طبیعت شگفتہ مزاج اور شریف و نجیب بزرگ دین کی فطرت اور جبلت سے سرے سے انکو واقفیت ہی نہیں ہے۔ کیا اس روایت سے ہم یہ نتیجہ نکال نہیں سکتے کہ جو جو شکر رنجیوں کے واقعات برخلاف اصحاب ثلاثہ جناب علی کی ذات والاصفات سے وہ منسوب کرتے ہیں۔ وہ یا تو سرے سے غلط یا مبالغہ سے بھرے ہوئے ہیں اور اگر واقعی وہ واقعات درست بھی ہیں۔ تو وہ آنجناب کی جبلی ظرافت و خوش طبعی پر محمول کرنے چاہئیں اور اگر سچ پوچھو تو رحماء بینہم الف بین قلوبہم اور لا تجعل فی قلوبنا غلاً للذین امنوا کا مصداق بھی ایسا ہی ہونا چاہیئے اور اس کے خلاف جناب علی کی طرف سے مخالفت کے طومار ظاہر کرنا میرے نزدیک تو سوء ادب کا مرتکب ہونا ہے۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

خاکپائے امیر المومنین خادم حسین خادم بھیروی

نیکی کا جواب بدی

ڈاکٹر عبدالغنی قیدی کابل کے متعلق جو مضمون بدر میں میاں فضل کریم صاحب نے چھپوایا تہا۔ اسکے جواب میں ڈاکٹر مذکور کے بھائی غلام حیدر نام نے ایک گالیوں کا بھرا ہوا خط میاں فضل کریم کے نام بھیجا ہے

تحفۃ النساء

اس کتاب میں عورتوں کی صحت کے واسطے مفید باتیں اور زنانہ امراض کے علاج کیواسطے ضروری اور جناب ڈاکٹر ح۔ س۔ حسن صاحب ساکن امرتسر نے نہایت محنت سے طیار کرکے سلیس اردو عبارتوں میں ہندوستانی بیبیوں کیواسطے ایک عمدہ تحفہ طیار کیا ہے ایام حمل کے حالات کو نہایت بسط سے بیان کیا ہے اور نوزائیدہ بچے کی خبر گیری کے حصص بھی مفید معلومات درج کئے ہیں۔ یہ کتاب درسی کتابوں کی تقطیع اور طرز کتابت پر عمدہ طیار کرائی گئی ہے۔ جو بیبیاں لکھی پڑھی ہیں انہیں چاہیئے کہ منگوا کر پڑھیں کتاب ڈاکٹر صاحب موصوف سے بقیمت ایک روپیہ ملکتی ہے۔

ڈاک ولایت

بر بسبب کمی گنجائش ڈاک ولایت عموماً اخبار میں درج نہیں ہوتی رہی۔ لیکن بہت سے دوستوں کے اصرار پر اس سلسلہ کو پھر جاری کیا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

خدائے بائبل

اللہ تعالیٰ رحم کرے یورپ کی اس ناگفتہ بہ حالت پر جو یسوعی مذہب نے اس کی بنا رکھی ہے یسوعی دین کچھ ایسا ہی اگر واقعہ ہوا ہے کہ آدمی آنکھوں پر پٹی باندھے ہوئے ایک ہاتھ سے پادری صاحب کی جیب میں اپنے پیسے ڈالتا جائے اور دوسرے ہاتھ میں پادری صاحب کی لاٹھی کو پکڑے رہے ... لوادر ... کو ... ثابت ... اور ... ہے۔ سا ... دیکھا۔ کہ انجیل ... کا منہ مشرق کو ہے۔ تو کسی کا اختلاف ہے کہ شاید کسی مقدمہ میں جانا نہ ہوں اور اسکے ساتھ انہیں یہ سنایا جاتا ہے۔ کہ یہ الہامی کلام ہے تو سرے سے الہام اور ملہم کے الفاظ ان کے واسطے قابل نفرت ہو جاتے ہیں۔ اور ایک حد تک وہ معذور بھی ہیں کیونکہ اس کے سامنے جو الہام پیش کیا گیا ہے۔ وہ ہے ہی ایسا۔ یسوعیت کے ان نیش زدہ لوگوں میں سے بعض نے ملکر کئی ایک انجمنیں بنائی ہیں جن میں سے ایک کا نام انٹرنیشنل پازے ٹی وسٹ کانگریس ہے۔ جسکا اجلاس ۱۹۱۰ء میں شہر نیلپنز میں ہوا تہا اور وہاں کے ایک محقق بی۔ ایچ لیوی صاحب نے ایک لیکچر دیا ہے جسکو لنڈن کے کتب فروش لارنس ملنس نے چھاپ کر شایع کیا ہے اس لیکچر میں یہ ثابت کرنیکی کوشش کی گئی ہے کہ بائبل میں جو خدا کا لفظ اور اسکا مفہوم ہے۔ یہ ان بت پرستوں سے لیا گیا ہے جو بائبل کے زمانہ سے یہ ان بت پرستوں سے لیا گیا ہے جو بائبل کے زمانہ سے قبل اپنے اپنے قومی بزرگوں کو بطور خدا کے مانتے تہے گویا اس رسالہ میں تابع بائبل کی طرف راہنمائی کی گئی ہے اسلیئے ہم اسکے جواب کے واسطے بائبل کے پہلوان نورافشان کو متوجہ کرتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کے پیچھے پڑنے اور آئے دن آزار دہ کلمات کے استعمال کرنے کی بجائے پہلے اپنے گھر کی خبر لے کہ وہاں کیا آگ لگ رہی ہے اس میں شک نہیں کہ جیسا کہ لیوی صاحب نے بیان کیا ہے بائبل کے مجموعہ پر بہت سے بے احتیاطی کے زمانے گزرے ہیں۔ پہلے حرکات حروف پر نہ ہوتی تہیں۔ پھر جو لوگ حاشیے لکھتے تہے۔ وہ عبارتیں بھی اندر داخل ہو گئیں۔ یہ باتیں تو بہت سے محققین بائبل نے پہلے بھی لکھی ہیں لیکن سب سے عجیب انکشاف جو لیوی صاحب نے کیا ہے وہ یہ ہے۔ کہ مجموعہ بائبل کی تکمیل صدہا سال میں ہوئی جسکی آخری تاریخ ۱۵۱۸ء یسوعی ہے۔ گویا ۱۵۱۸ء ہی تک بائبل میں تحریف و تبدیل ہوتی رہی ہے۔

اتحاد

لنڈن کا اخبار نیر ایسٹ ۳۱۔ مئی ۱۹۱۱ء کے پرچہ میں تاکید کرتا ہے کہ مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان اتحاد اور اتفاق پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ کیونکہ سیاسی ضرورتوں کے لحاظ سے یہی بات ہر دو اقوام کے واسطے مفید ہے

(۱)

...تھی۔ کہ
...ے جائیں
...وسعت دی اور
...ن سلسلہ احمدیہ اپنے اپنے حالات
...ھیں جس میں وہ بتائیں۔ کہ بیعت سے پہلے
کس حالت میں تھے۔ اور اس کے بعد کیا دینی اور
دنیوی ترقی کی۔ آپ کے حالات کیا دلچسپ اور
وجد انگیز ہیں۔ حضور مسیح موعود علیہ السلام کی وفات
کے بعد آپ نے ضعفاء کی دستگیری اور اس پیرانہ
سالی میں چندہ کی وصولی کیواسطے جوانانہ ہمت
دکھائی۔ وہ بہت سے نوجوانوں کے لیئے اسوۂ
حسنہ ہے۔"

ناصر کیونکر منصور ہوا

میں عاجز ناصر نواب دلّی کے غدر سے ۹ سال پہلے پیدا ہوا۔ میر ناصر امیر میرے والد کا نام تھا۔ انکے والد کا نام میر ہاشم علی صاحب اسکے بعد مجھے اچھی طرح یاد نہیں۔ کیونکہ غدر میں کل کاغذات گم ہو گئے۔ سنا ہے کہ خاندوراں خان صاحب جو نادر شاہ کے مقابلہ میں شہید ہوئے تھے۔ وہ ہمارے جد امجد کی کم از کم چوتھی پشت تھے۔ پیر انکا نسب تو مشہور ہے۔ وہ سید تھے۔ لیکن شاہی خطاب خان تھا میرے والد صاحب کے نانا صاحب محمد نصیر عرف حضرت صاحب تھے۔ جن کے نانا حضرت خواجہ میر درد صاحب علیہ الرحمۃ تھے۔

دلی کے غدر سے ایکسال پیشتر میرے والد صاحب اپنی جائداد کے حصول کے لیئے آرہ ضلع شاہ آباد گئے تھے۔ وہاں ہیضے سے انکا انتقال ہو گیا۔ میں یتیم رہ گیا میرے ماموں صاحب میر ناصر حسین صاحب میری اور میری والدہ صاحبہ کے متکفل ہوئے۔ اور ۱۶ سال کی عمر میں میر عبدالکریم مرحوم کی لڑکی سے میرا بیاہ ہوا جو مرزا نذر محمد بیگ صاحب المعروف بہ کپتان صاحب کی نواسی ہے۔ پھر ۲۲ سال کی عمر میں اپنے ماموں صاحب مرحوم کی شاگردی کرکے اور پیمائش وغیرہ کا کام ان سے سیکھ کر میں محکمہ نہر ۱۸۶۹ء میں سب اورسیر ہو گیا۔ اور وہابی تو میں پہلے ہی سے تھا کیونکہ علی بخش المعروف محمد علی صاحب مولوی محمد حسین بٹالوی کے بڑے بھائی ماہو پور میں فارسی کے میرے استاد تھے۔ انکی صحبت میں میں موحد یا وہابی ہو گیا تھا امرتسر میں میں نے مولوی عبداللہ صاحب غزنوی علیہ الرحمۃ کے ہاتھ پر بیعت توبہ کی۔ پھر ۱۸۶۶ء میں میں حضرت مرزا غلام احمد سے ملا۔ مگر اسوقت نہ انکا کوئی دعویٰ تھا۔ نہ مجھ کچھ سمجھ تھی۔ مگر یہ ہمیشہ کے ملنے کا پیش خیمہ تھا۔ ۱۸۸۴ء میں حضرت مسیح علیہ السلام سے میری بیٹی نصرت جہان بیگم کا نکاح ہوا۔ اس کے بعد مولوی محمد حسین بٹالوی کے بہکانے سے یہ عاجز حضرت مسیح و مہدی سے منکر ہوا۔ اور گستاخی سے بھی پیش آتا رہا۔ پھر خدا تعالےٰ نے میری دستگیری کی اور جلسہ اول جو ۱۸۹۲ء میں ہوا۔ اس میں مجھ پر حق کھلا اور میں دوبارہ احمدی بنا۔ اور جب میں نے پنشن لی۔ اور قادیان میں آکر رہا تو زیادہ فائدہ پہونچا۔ میں نے خود پہلے بہت سی پیشگوئیاں پوری ہوتی اپنی آنکھ سے دیکھیں۔ پنڈت لیکھرام کی پیشگوئی عبداللہ آتھم کی نسبت پیشگوئی یاتیک من کل فج عمیق۔ یاتون من کل فج عمیق والی پیشگوئی وغیرہ۔ میرے بیٹے محمد اسحاق کو حضرت صاحب کی دعا سے دو دفعہ طاعون سے رہائی ہوئی جس میں سے ایکدفعہ ۳ گھنٹہ میں باوجود ۲ گلٹیوں کے لڑکا دوڑنے لگا۔ اور حضرت صاحب کی دعا فوراً قبول ہو گئی۔ مولوی محمد علی صاحب سکرٹری صدر انجمن کو جب یقین ہو گیا کہ مجھے طاعون ہے اور میں اب رخصت ہونیوالا ہوں اور وصیت لکھوانے لگے۔ اسوقت انکو حضرت صاحب نے یقین دلایا کہ تمہیں طاعون نہیں اور تم طاعون سے نہیں مروگے۔ ورنہ میں جھوٹا ہوں یہ کہکر حضرت صاحب نے انکا ہاتھ پکڑا اور فرمایا تمہیں بخار کہاں ہے فوراً ۵ درجہ کا بخار کافور ہو گیا۔ میں اگر اس خدا کے مہدی اور مسیح سے تعلق پیدا نہ کرتا۔ تو کیا ہوتا۔ ایک معمولی آدمی دلّی میں جس کو کوئی پوچھتا نہیں تھا۔ ایک نامعلوم الاحوال شخص جس کی کچھ قدر و قیمت نہ ہوتی۔ اب میں کئی لاکھ آدمیوں کا محبوب اور پیارا اور مکرم و معظم ہوں میری بیٹی ایک قوم کی ماں ہے جسکو وہ بڑی تعظیم سے ام المومنین کہتے ہیں میرے بیٹے قوم میں بہت معزز و مکرم ہیں۔ میری بیوی قوم کی نانی صاحبہ ہیں۔ یہ دنیاوی اعزاز ہیں۔ اور مجھ اس پیارے کے قرب کے باعث امید ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ دونوں جہان میں فضل کریگا کیونکہ یہاں کا فضل وہاں کے فضل کا نشان ہے یہ میرا مختصر حال ہے اس پیارے سے ملکر دنیا اور دین میں عزت حاصل ہوئی اگر میں اسکا اقرار نہ کروں۔ تو یہ ناشکری قابل مواخذہ ہوگی لہذا میں نے اسکا شائع کرنا مناسب سمجھا۔ میرے دوستو تم بھی اپنا پہلا اور پچھلا حال سب مختصر سا لکھدو۔ تاکہ میں اسے شائع کروں اور جماعت کے لوگ اس سے فائدہ حاصل کریں اور تمہیں اور مجھے ثواب ہو۔ اور قادیان کے ضعفاء کو کچھ پیسے ملجاویں۔ چہ خوش بود کہ بر آید بیک کرشمہ دوکار

راقم میر ناصر نواب

نہ دعویٰ نہ رنج

بدر مورخہ ۱۶ مارچ ۱۱ء صفحہ ۷ میں کسی شیعہ صاحب امروہی نے حضرت ابوبکر صدیق سے حضرت فاطمہ رض کا ناراض ہو کر وفات پانا وغیرہ وغیرہ ثابت کرنا چاہا ہے۔ میں حیران ہوں کہ معترض نے بلا دیکھنے کتب سیر کے جھٹ پٹ ایسا کیوں خیال کر لیا۔ کہ ابوبکر رض صدیق سے دختر رسول خدا ناراض ہو کر گئیں۔ کیونکر ہو سکتا ہے کہ پیغمبر خدا کی دختر جنکو ہر ایک تعلیم سے یہ یقین تھا۔ کہ پیغمبر کا مال کسی کی میراث نہیں ہوتا بلکہ وہ صدقہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ بخاری کی حدیث مالک بن اوس حدسان النصیری سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خلیفہ اول نے تمام صحابیوں کو جمع کرکے اثبات مدعا کی شہرت کو عام و خاص تک پہنچا دیا۔ کہ رسول ص کا مال صدقہ نہیں ہوتا اس مجلس میں حضرت علی رض عباس چچا عبدالرحمن بن عوف سعد بن ابی وقاص اور زبیر بن عوام پھوپھی زاد بھائی بھی موجود تھے ان سب صحابیوں نے خلیفہ اول کی درخواست کو قسمیں کھا کھا کر ہر ایک ... یہ اظہار کر دیا۔ کہ انبیاء کا مال صدقہ ہوتا ہے۔ پس اس عظیم الشان شہادت میں ایک شہادت حضرت فاطمہ کے لیئے نہایت زبردست علی علیہ السلام کی بھی تھی۔ جو بمنزلہ قرآن کے جناب سیدہ کے لیئے بالتسلیم تھی۔ اگر حضرات شیعہ بخاری کی حدیث مذکور کو اس وجہ سے نہ تسلیم کریں کہ اس میں اخیر راوی عمر خطاب ہیں اسی مضمون کو محمد بن یعقوب رازی نے کافی میں ابی البختری۔ ابی عبد اللہ جعفر بن محمد صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔ کہ بیشک نبیوں کا مال کسی کی میراث نہیں۔ اب اسپر شیعوں کو ایمان بالیقین رکھنا چاہیئے۔ کہ فاطمہ رض کو نہ دعویٰ رہا نہ ابوبکر صدیق سے رنج۔ بلکہ ان سب امور کو یکجائی غور سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جب فاطمہ رض کو یہ معلوم ہو گیا۔ کہ واقعی نبی کا مال صدقہ ہوتا ہے تو ان کو نہ کوئی دعویٰ رہا۔ نہ کاوش۔ بلکہ حضرت ابوبکر صدیق نے بنظر از دیاد تقویٰ و صفائی کے خیال کیا کہ مبادا اس مقدمہ

میں جناب زہرہ رضؓ کہیں مجبوری شہادت سے مجبور ہو کر رنجور نہ ہوگئی ہوں۔ تو آپ نصف النہار پر حاضر درِ دولت خاتون جنت ہو کر رضاجوئی کرنے لگے اور عرض کرنے لگے کہ اے بتول جگر گوشہ رسول غلامان غلام دوپہر کی دہوپ میں آپ کے آستانہ مبارک پر کھڑا ہے اور مجھے قسم ہے خدا کی کہ میں اس تمازت آفتاب سے جب تک نہ ہٹونگا کہ پیغمبرؐ کی بیٹی مجھ سے راضی نہ ہو جاویں یہ رضاجوئی تمامی کتابوں میں بھری پڑی ہے۔ دیکھو مدارج النبوۃ کتاب الوفا بیہقی مشکوٰۃ وغیرہ وغیرہ قطع نظر کتب مذکورہ بالا ....

محجاج السالکین میں ہے کہ اے بیٹی رسولؐ کی تمہارا دعویٰ حق پر تہا۔ مگر دیکہا مینے رسول کو کہ وہ دیتے تھے اس میں سے فقرا اور مساکین کو اور دیتے تھے قوت اس میں سے تمکو پھر قسم کہائی خلیفہ اول نے کہ میں بہی اسی طرح کرونگا اور تا حیات ...... زوجہ شیر خدا کو فدک سے اسی طرح دیتے رہے جیسا کہ سید المرسلینؐ عنایت فرماتے تھے اسی الفت و ہمدردی کو حضرت ابو بکر صدیق کی وفات کے علیؓ ابن ابی طالب یاد کر کرکے روتے اور نوحہ کرتے تہے اور اس معصوم کے گریہ و ماتم سے تمام مدینہ کانپ رہا تہا۔ چنانچہ اسی موقع کو کتاب الموافق ابن السمان کی وہ روایت جسکو حافظ ابو سعید بن سما وغیرہ محدثوں اور محمد بن عقیل بن ابی طالب سے نقل کیا ہے۔ جسکا خلاصہ ترجمہ یہ ہے۔ بیشک جب حضرت ابو بکر صدیق نے وفات پائی۔ انکو چادر سے چہپا دیا لوگوں کی گریہ وزاری سے مدینہ ہلنے لگا جیسے آنحضرت صلی اللہ کی وفات کے دن پس آئے علیؓ روتے اور انا للّٰہ کہتے اور فرماتے تھے۔ کہ آج خلافت نبوت کی منقطع ہوگئی۔ پہر کہا رحمت ہو خدا کی تجھپر اے ابو بکرؓ تو ہی تہا ٹھکانہ الفت رسول اللہ کا اور ان کے انس کا اور ان کے آرام و اعتقاد اور بھیدوں کا.. جسقدر ہم تجھکو روئیں تو اس سے برتر ہے۔ کیا اب بہی کوئی خلیفہ اول کو غاصب کہہ سکتا ہے۔ جبکو کہ علی علیہ السلام یہ دعاوے رہے ہوں۔ کہ رحمت ہو خدا کی تجھپر اور غم کر رہے ہوں کہ خلافت نبوت کی منقطع ہوگئی جس صدیق کے لیئے اسد اللہ غالب رو رو کر رسول کا بھیدی اور جائے انس کہہ رہے ہوں۔ ان سے جناب فاطمہؓ کیونکر ناراض ہو سکتی ہیں اور اگر حضرات شیعہ خواہی نخواہی جناب سیدہ کی ناراضگی سے کوئی نتیجہ پیدا کرلیں تو وہ ہی جناب علی علیہ السلام کی طرف بہی راجع ہوگا کیونکہ بارہا خانگی امور میں جہگڑے ہوئے اور بڑا ملال و ناراضگی اسوقت ہوئی جبکہ حضرت علیؓ نے ابو جہل کی بیٹی کا خطبہ اپنے نام پر کیا۔ جس سے حضرت زہرہؓ روتی اور سر پیٹتی ہوئی اپنے باپ کے پاس تشریف لے گئیں۔ اور کل قصہ حضرت علیؓ کا کہہ سنایا۔ تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جس نے فاطمہؓ میرے جگر کے ٹکڑے کو ایذا پہونچائی۔ اس نے مجھکو ایذا پہونچائی ✢

خاکسار کبیر الدین احمدؐ احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ لکہنؤ

ایک مخلص باپ کی نصیحتیں اپنی پیاری صالحہ اور عزیز بیٹی کو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین والخلفاء الراشدین والمھدیین و الہ الطیبین الطاہرینؓ

اما بعد یہ چند پند سودمند درگاہ الٰہی کی طرف سے سعادت مند لڑکی **صالحہ بی بی** عرف عزیز النسا بیگم طال عمرہا (اللّٰھم اجعلہا کاسمہا آمین) کے لیئے ہیں۔ اگر وہ اس تحریر کو مثل **تعویذ** کے نہایت حفاظت سے اپنے پاس رکہکر ہر روز ایک بار پڑھے گی اور اس پر عمل بہی صدقدل سے کریگی۔ تو انشاء اللہ العزیز مجہو کامل یقین ہے کہ وہ سب دین و دنیا کی مرادیں حاصل کرے گی ✢

۱۔ ہمیشہ سوا عذر شرعی کے وضو کرکے پنجوقتہ **نماز** بلا ناغہ پڑہتی رہے **تہجد** کی نماز بہی زیادہ نہیں تو دو چار ہی رکعت پڑھ لیا کرے ✢

۲۔ صبح کی نماز کے بعد **قرآن** شریف باترجمہ جتنا ہو سکے پڑھے ✢

۳۔ نمازوں کے اندر **دعائیں** بہت کرے اور جس چیز کی اُسے ضرورت ہو **خدا** سے مانگ لے ✢

۴۔ خاوند کی خوشی کے لیئے اپنی خوشی اور آرام کو چہوڑ دے۔ اچھی طرح اطاعت اور خدمت کرے ✢

۵۔ جب خاوند نوکری کو چلا جائے تو گہر کے کام سے حتی المقدور فارغ ہو کر تہوڑی دیر آرام کرے

۶۔ ہم جماعت احمدیہ ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو متقی بنائے ہمیں ہمیشہ اخبار الحکم و بدر اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابیں علی الخصوص کشتی نوح بہت پڑہنی چاہئے اور جو جو باتیں سمجھ میں نہ آئیں وہ گہر والوں سے پوچھ لینی چاہئے۔

۷۔ مشکوٰۃ شریف کا ...
فرصت اپنے شو...

۸۔ حضرت اقدس ...
ہی کچھ ماہانہ بھیجا ...

۹۔ بڑوں کی تعظیم ...
پر رحم کرے۔ انکی ہمد...

الا وانتم مسلمون ...
حقوق العباد ادا کرے)

۱۰۔ مرتے دم تک پارسائی اور ... کے ساتھ رہے۔ اللہ معك اینما کنت والسلام علیك ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ✢

اے لڑکی اللہ تیرے ساتھ ہو تو جہاں رہے اور سلامتی ہو تجھپر اور اللہ کی رحمت اور برکت

مراد ما نصیحت بود گفتیم
حوالت با خدا کردیم و رفتیم

ترجمہ ہماری مراد نصیحت کرنا تہی سو کہہ چکے خدا کے حوالے کرکے ہم چلے۔ الموصی میر محمد سعید احمدیؐ المرقوم ۱۱ اگست ۱۹۰۱ء

مسجد ہردوار ✢ ہندوؤں کے قبضہ میں

ایک سیاح لکہتا ہے۔ ہر کی پیڑی "دہبڑ ہی کے ساتہہ ایک عمارت ہے۔ جو اسوقت ہندوؤں کے قبضے میں ہے اور ہندو لوگ ہر روز شام کو یہاں بھجن اور گیان وغیرہ کرتے ہیں۔ یہ عمارت مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسیوقت مسجد تہی کیونکہ علاوہ باہر کے دو بڑے بڑے مناروں کے چار چہوٹے چہوٹے چہوٹے منارے موجود ہیں۔ گو اس عمارت کو ہندوؤں نے مندر بنا رکہا ہے لیکن پورے طور پر مندر نہیں بن سکا۔ ابہی کچھ مسلمانی عمارت کی یادگار باقی ہے۔ یہ ہی معلوم ہوا ہے کہ کسی زمانہ میں ہردوار مسلمانوں کے قبضے میں تہا۔ آہستہ آہستہ ہندوؤں نے انکے ہاتہ سے لے لیا ہے۔ اب موجودہ مسلمانوں کے ساتہہ ہندوؤں کا بہت برا سلوک ہو رہا ہے۔ بلکہ ارادہ یہ ہے کہ جو چند دوکاندار یہاں ہیں انکو بہی نکالدیا جاوے اس وقت چند مسلمان رئیس جوالاپور میں آباد ہیں۔ جو ہردوار سے دو کوس کے فاصلہ پر ہیں کہتے ہیں کہ یہ جگہ انکے بزرگوں کے قبضے میں تہی۔ امید ہے کہ سہارنپور اور ڈیرہ دون کے مسلمان اس مضمون پر کچھ روشنی ڈال سکینگے نیز وہاں کی انجمن ہائے اسلامیہ ان باتوں پر مناسب نوٹس لے سکینگی ✢ یہ خاص مسجد ہے اور عمارت بادشاہی وقت کی معلوم ہوتی ہے ✢

ل اے اللہ اسے کر دے جیسا اسکا نام ہے

شم سلسلہ رسولنا الکریم

ما کسبت وعلیہا

رہین؟

اگر کسی ماں کو سزا دی جائے کہ وہ اپنے بچہ سے پیار کیوں کرتی ہے یا کسی کو اس بات کی سزا دیجائے کہ کسی اپنے عزیز کی موت پر غمگین کیوں ہوتا ہے یا کسی بڑے نفع پہنچنے پر خوش کیوں ہوتا ہے۔ یا انسان آنکھ سے دیکھتا کیوں ہے۔ کان سے سنتا کیوں ہے۔ منہ سے کہاتا کیوں ہے۔ زبان سے بولتا کیوں ہے۔ جاہل سے جاہل اس بات کو صریح ظلم سمجھتا ہے اگر ان باتوں پر سزا دیجائے وجہ کیا۔ یہی کہ یہ سب باتیں انسانی فطرت میں داخل ہیں۔ اس میں انسان مجبور ہے۔ اور لازماً اس سے وہ باتیں ظہور میں آئینگی انسان تو وہیں تک مکلف ہے۔ جہانتک کہ اس کی قدرت اور وسعت میں فطری قویٰ خدا نے دے رکھے ہیں۔ مثلاً آنکھ سے دیکھنا ایک فطری بات ہے مگر صرف اتنا انسان کی قدرت اور وسعت میں ہے کہ وہ اس سے محرم کو دیکھے اور غیر محرم کو نہ دیکھے۔ چنانچہ اسلامی شریعت نے انسان کو صرف اسی بات میں مکلف کیا اور حکم دیا کہ غیر محرم کو یا اور ایسی باتیں جن سے برا اثر پڑتا ہے ان کو نہ دیکھے اسی طرح کان کو صرف یہ حکم دیا کہ وہ اچھی باتیں سنے کیونکہ یہ اس کی قدرت میں ہے زبان سے سچ اور اچھی باتیں بولے۔ جھوٹ اور بری باتوں سے پرہیز کرے کیونکہ یہ اس کی قدرت اور وسعت میں ہے۔ غرضیکہ ہر معاملہ میں انسان کو وہیں تک مکلف کیا ہے جہانتک کہ اسکی طاقت اور وسعت میں ہے چنانچہ اس فلسفہ کو کیسی لطیف طرز میں فرمایا لا یکلف اللہ نفساً الا وسعہا لہا ما کسبت وعلیہا ما اکتسبت۔ یعنی اللہ نہیں مکلف کرتا کسی نفس کو مگر جہانتک اس کی وسعت ہے۔ اسی کے فائدے کے لیئے ہے جو کچھ کہ وہ نیک کام کرتا ہے اور اسی کے لیئے نقصان وہ ہے جو کچھ کہ وہ برے عمل کرتا ہے اس میں شریعت نے جہاں یہ زریں پُرحکمت قانون بتلایا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے انسان کو وہیں تک مکلف کیا ہے جہانتک کہ اسکی وسعت اور قدرت ہے وہاں یہ بھی بتلایا کہ شریعت جو قائم کی گئی ہے۔ یہ انسان کے اپنے فائدے کیلئے کیگئی ہے عیسائیوں کی طرح شریعت لعنت نہیں بلکہ رحمت ہے۔ کیونکہ اس پر چل کر انسان فائدہ اٹھاتا ہے اور اگر خلاف کریگا تو اس کا اپنا نقصان ہے۔ اور اس میں یہ بھی سچائی سے بھرا ہوا فلسفہ بتایا کہ گناہ انسان خود کرتا ہے اسکی فطرت میں داخل نہیں۔ اور اس کا وبال بھی اُسی پر پڑتا ہے یہ نہیں کہ گناہ کوئی کرے اور پکڑا کوئی جاوے۔ اب اس کے خلاف عیسائیوں نے ایک عجیب ڈھکوسلا بنایا ہوا ہے کہ انسان فطرتاً گنہگار ہے۔ یہ کتنا بڑا ظلم ہے جیسا کہ اوپر ثابت کیا گیا کہ جو چیز انسانی فطرت میں داخل ہے۔ اس پر انسان کو سزا دیجائے۔ کوئی انسان اسے نہیں مان سکتا کہ خدا معاذ اللہ اتنا بڑا ظالم ہے کہ وہ خود ہی تو ایک بات انسانی فطرت میں ڈالدے اور پھر جب انسان اپنی فطرت کے موافق کام کرے۔ تو اسے سزا دے ایسا دین کبھی خدا کی طرف سے نہیں ہو سکتا۔ سچا دین وہی ہوتا ہے جو انسان کی فطرت کے مطابق ہو۔ بلکہ عین فطرت ہو کیونکہ فطرت خدا کا فعل ہے۔ اور خدا کی کتاب جو دین پیش کرتی ہے وہ خدا کا قول ہے تو قول اور فعل میں تطبیق نہایت ضروری ہے۔ سچا دین وہی ہے جو انسانی فطرت کا لحاظ رکھے چنانچہ قرآن مجید نے دین اسلام کی نسبت فرمایا۔ کہ فاقم وجھک للدین حنیفاً۔ فطرت اللہ التی فطر الناس علیہا۔ لا تبدیل لخلق اللہ۔ ذٰلک الدین القیم۔ ولٰکن اکثر الناس لا یعلمون۔ ترجمہ۔ پس قائم کر اپنا منہ دین کے لیئے اعتدال پر اللہ کی فطرت جس پر اللہ نے انسان کی بناوٹ بنائی اللہ کی تجویز کردہ پیدائش میں تبدیلی نہین ہوتی۔ یہی سیدھا اور پکا دین ہے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے اب دیکھو یہاں صاف صاف بتلا دیا۔ کہ چونکہ جو فطرت اللہ نے بنا دی ہے۔ اس میں تبدیلی نہین ہوسکتی اسلیئے دین اسلام عین فطرت کے مطابق بنایا گیا ہے۔ اور یہی اس کے سچے اور محکم ہونیکی دلیل ہے۔

اصل میں عیسائیوں نے یہ ڈھکوسلا اسلیئے گھڑا تھا۔ کہ کسی طرح یہ ثابت ہوجائے۔ کہ ساری دنیا گناہگار ہے صرف ایک یسوع بیگناہ ہے کیونکہ وہ خدا کا بیٹا ہے۔ اور بوجہ بیگناہ ہونے کے وہ صلیب پر چڑھکے کفارہ ہوا۔ اول تو کسی بیگناہ کا گنہگار کے بدلے پھانسی پانا ایسا بڑا ظلم ہے۔ کہ انسانی فطرت اور عقل برداشت ہی نہین کرسکتی اور پھر زید کی تکلیف کو دیکھکر عمر اگر اپنے سر کو پتھر سے پھوڑ کر مرجائے تو زید کو کیا فائدہ ہوسکتا ہے اور واقعات نے بھی ایسا ہی ثابت کیا۔ کہ یسوع کے صلیب پر چڑھنے سے کچھ فائدہ نہ ہوا کیونکہ عیسائی قوموں میں گناہ کے معدوم ہونے کے بجائے الٹے گناہ کی ترقی ہی ہوئی۔ اور آدم کے گناہ کی سزا بائبل میں جو مقرر ہوئی تھی۔ کہ مرد پیشانی کے پسینہ سے روٹی کمائیگا اور عورت دردزہ سے بچہ جنیگی۔ وہ اب تک خود عیسائیوں میں بھی باقی ہے خیر میرا مطلب یہاں کفارہ پر بحث کرنا نہیں ہے ہمارے مفتی محمد صادق صاحب نے اپنے کفارہ کے رسالہ میں اسکی خوب زور سے تردید کردی ہے اور اس باطل کا سر کچل دیا ہے اب تو اس ڈھکوسلے سے کہ انسان فطرتاً گنہگار ہے۔ یسوع بھی گناہوں سے بری نہیں ہوتا بن باپ پیدا ہونا کوئی خوبی میں داخل نہیں یہ بھی محمد رسول اللہ صلعم کا عیسائیوں پر احسان ہے کہ کروڑوں مسلمانوں کو منوا دیا ہے کہ بن باپ ہی ولادت ہوئی تھی ورنہ کوئی کنواری لڑکی کیسی ہی عفیفہ کیوں نہ ہو حاملہ ہوجائے تو کبھی کوئی عیسائی جج بڑے سے بڑا راسخ الاعتقاد پادری بھی یہ فیصلہ نہ دیگا۔ کہ روح القدس سے حاملہ ہوئی ہے قرآن نے وامہ صدیقہ یعنی اسکی ماں صدیقہ تھی کہکر ہمیشہ کے لیئے کروڑہا مسلمانوں کو تسلیم کرا دیا کہ اسکی ولادت جائز تھی۔ مگر آہ! اس ناقدر شناس قوم نے اُسی پیارے خدا کے برگزیدہ کو سب سے زیادہ گالیاں دیں جس نے اور **دنیا میں جس نے خدا سے خبر پاکر گواہی دی۔ کیا دنیا میں محمد رسول اللہ صلعم کے سوا کوئی انسان ہے جس نے گواہی دی ہو کہ مسیح کی ولادت جائز تھی**۔ کیونکہ مریم کی عصمت کا حال صرف خدا کو معلوم تھا اور خدا سے خبر پاکر دنیا کے آگے گواہی دینے والے صرف آنحضرت صلعم ہی تھے مریدوں کی گواہی کوئی وقعت نہیں رکھتی۔ مسیح کے دامن سے اس داغ کا مٹانیوالا وہی برگزیدہ تھا۔ جس کے عیسائی سب سے زیادہ دشمن ہیں کیا دنیا میں اس سے بڑھکر کوئی ناقدر شناسی اور احسان فراموشی کی مثال ہے

غرض! یسوع کا بن باپ ہونا کوئی خوبی نہیں۔ بلکہ سچ پوچھو تو مریم اور یسوع کے لیئے ایک ابتلا تھا اور بڑا سخت ابتلا تھا۔ خدا نہ کرے کوئی اس قسم کے ابتلا میں مبتلا ہو۔ یہ خیال باطل کہ اس طرح یسوع بیگناہ ثابت ہوتا ہے غلط ہے۔ بلکہ اس سے تو الٹا زیادہ گنہگار ثابت ہوتا ہے۔ اول تو خود بائبل میں ہی کتاب ایوب ۱۴ آیت ۴ میں لکھا ہے کہ جو عورت کے پیٹ سے پیدا ہوا وہ کیسے پاک ہوسکتا ہے پھر بائیبل کے مطابق سب سے پہلا گناہ جو دنیا میں کیا وہ عورت نے کیا کیونکہ بائبل میں لکھا ہے کہ سب سے پہلے شیطان نے جو بہکایا

تو حوا کو بہکایا، اور اس نے وہ ممنوع پہل پہلے خود کھایا اور پہر آدم کو کھلایا تو حوا نہ صرف سب سے پہلے گناہ کرنیوالی ہو بلکہ آدم کے مقابل پر وہ چند گناہ کرنیوالی ٹھہری آدم نے تو صرف ایک گناہ کیا کہ وہ پہل کھایا۔ مگر حوا نے دو گناہ کیے ایک تو آپ کہایا دوسرے آدم کو کھلایا۔ لہذا آدم یعنی مرد کے گناہ کو اگر ا- سے تعبیر کریں تو حوا یعنی عورت کے گناہ کو ۲ سے تعبیر کرنا پڑیگا۔ اب ظاہر ہے کہ مرد اور عورت کے مرکب نطفہ سے انسان بنتا ہے تو جو بچہ بنتا ہے تو مرد عورت کی فطرت سے حصّہ لیتا ہے اور گناہ ہی عیسائیوں کے قول کے مطابق فطرت ہے تو بچہ میں ۱ (مرد) + ۲ (عورت) = ۳ گناہ فطرتاً داخل ہوا اگر جو بچہ صرف عورت سے بنے جیسے یسوع پیدا ہوا تو جو حصہ مرد کے فطرت سے بچہ لیتا ہے اب وہ حصّہ بھی عورت سے ہی حاصل ہوا۔ اسلیئے گناہ فطرتاً اس میں ۲ (عورت) + ۲ (عورت) = ۴ داخل ہوا گویا بنی نوع انسان میں جو گناہ کی فطرت بچوں میں ماں باپ کی طرف سے داخل ہوتی ہے اس کے لحاظ سے یسوع میں گناہ کی فطرت زیادہ داخل ہوئی۔ اب اس قاعدہ سے یسوع تو تمام بنی نوع انسان سے زیادہ گنہگار ثابت ہوا مالہم بہ من علم ولا لاباءہم کبرت کلمۃ تخرج من افواہہم ان یقولون الا کذبا۔ نہ تو انکو اس بات کا علم ہے، اور نہ انکے باپ دادوں کو تہا۔ بڑی سخت بات ہے۔ جو انکے موہنوں سے نکلتی ہے نرا جھوٹ ہی بکتے ہیں غرض یہ ڈھکوسلا کہ انسان فطرتاً گنہگار ہے انکو خود ملزم ٹھہراتا ہے اب دیکھو قرآن کریم نے اس مسئلہ کو کیسی خوبی اور عمدگی سے حل کر دیا ہے کہ انسان فطرتاً گنہگار نہیں مفصّل ذکر اوپر گذر چکا ہے بطریق اجمال یاد دہانی کے لیئے پہر ذکر کرتا ہوں

(۱) لا تبدیل لخلق اللّٰہ فرما کر تبلایا کہ جو فطرتی بناوٹ خدا نے بنائی ہے اس میں تبدیلی نہیں ہوا کرتی لہذا مذہب ایسا نہ ہونا چاہیئے جو فطرت کے خلاف ہو۔ بلکہ مذہب کو فطرۃ کے مطابق ہونا چاہیئے۔

لہذا اسلام کی نسبت فرمایا

(۲) فطرۃ اللّٰہ التی فطر الناس علیہا۔ اللہ کی فطرت جس پر انسان کو فطرتی طور سے بنایا ہے کیا معنی کہ بوجہ کمال مطابقت فطرت انسانی کے رکھنے کے اسلام گویا عین فطرت ہے جب اسلام بالکل فطرت انسانی کے مطابق ہے تو اس کے اوامر اور نواہی بھی عین فطرت کے مطابق ہونے چاہئیں اور انکا دائرہ انسانی وسعت اور طاقت کے اندر ہی ہونا چاہیئے لہذا فرمایا کہ

(۳) لا یکلف اللّٰہ نفساً الا وسعہا۔ اللہ کسی شخص کو متکلّف نہیں کرتا۔ مگر جہاں تک اس کی وسعت ہو جو بات اس کی وسعت سے باہر ہو اسکے لیئے متکلّف نہیں کرتا۔ گناہ اگر فطرت میں مرکوز تہا۔ تو اس سے بچنا انسان کی قدرت اور قدرت سے باہر تہا۔ پس گناہ سے بچنے کا حکم ہی نہ دیا جاتا مگر جب گناہ سے بچنے کا حکم دیا گیا تو معلوم ہوا کہ گناہ انسانی فطرت نہیں۔ چنانچہ اس کی زیادہ توضیح کے لیئے ساتہہ ہی فرمایا کہ

(۴) لہا ما کسبت وعلیہا ما اکتسبت اسی کے فائدہ کے لیئے جو کچھہ وہ نیکی کماتا ہے اور اسی کا نقصان ہے۔ جو کچھہ وہ بدی کماتا ہے کسب، اور اکتسب کے معنی ہیں کسی چیز کے حصول کی کوشش کرنا کمائی کرنا اس میں بتلایا ہے کہ ان باتوں کا فاعل وہ شخص خود آپ ہے اور یہ سب خارجی چیزیں ہیں۔ ان میں سے خواہ کوئی نیکی کمالے اور خواہ کوئی بدی کمالے اور یہ سب کچھہ اس کی وسعت اور قدرت کے اندر ہے ورنہ اللہ تعالے کبھی متکلّف نہ کرتا۔

اب ان باتوں کی تائید میں ایک اور آیت بھی پیش کیجاتی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان اپنی پیدائش میں یہی نہیں کہ گنہگار نہیں ہوتا بلکہ صالح ہوتا ہے اور ہر ایک قسم کی نیکیوں اور ترقیوں کی صلاحیت اسکی روح میں ہوتی ہے چنانچہ فرماتا ہے۔

(۵) فلما اثقلت دعوا اللہ ربہما لئن اٰتیتنا صالحاً لنکونن من الشّٰکرین ۝ فلما اٰتٰہما صالحاً جعلا لہٗ شرکاء فیما اٰتٰہما۔ پہر جب عورت حمل کیوجہ سے زیادہ بوجہل ہو جاتی ہے تو دونو (میاں بی بی) اللہ سے جو اُن دونوں کا رب ہے دعائیں مانگنے لگتے ہیں، کہ اگر ہمیں صالح اولاد دے تو ہم شکرگزار ہونگے (شکر کرنے سے عربی میں مقصد ہوتا ہے کہ جو چیز جس مقصد کے لیئے پیدا کی گئی ہے اسی میں اُسے لگانا چنانچہ دین کی اور نیکی کی تعلیم دینا شکرگزاری ہی کے ماتحت ہے ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون۔ یعنی جن اور انس کی پیدائش کا مقصد ہماری عبادت کرنا تہی)، پہر جب ہم نے انکو صالح (بچہ) دیا تو اس میں جو اللہ نے انکو دیا تہا۔ اللہ کے شریک بنانے لگے یعنی دنیا کو شریک بنایا۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے اللہ تعالے جو بچہ عنایت فرماتا ہے وہ صالح ہوتا ہے۔ اور اس کی سطح میں ہر قسم کی صلاحیت نیکی اور ترقی کی ہوتی ہے چنانچہ اس کی تائید حضرت رسول مقبول صلعم کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے کل مولود یولد علی فطرۃ الاسلام فابواہ

(یہودانہ) او ینصرانہ۔ یعنی ہر ایک بچہ (فطرت اسلام پر پیدا) ہوتا ہے۔ پہر یہ اس کے والد (ین ہیں جو اسے یہودی) یا مجوسی یا عیسائی بناتے ہیں۔ (غرض بچہ جس ماں باپ سے پیدا ہوتا) ہے اسی کا مذہب اختیار کر لیتا ہے ورنہ اس کی اصل پیدائش) تو اسلام یعنے فطرت پر ہی ہوتی۔ (اسلام کے معنی ہیں خدا) تعالیٰ کی کامل فرمانبرداری کو بلی من اسلم وجہہ للّٰہ وہو محسن۔ یعنی مسلمان وہ ہے جو اپنے منہ کو اللہ کے لیئے (جھکا) دے اور پہر نیکی کرنیوالا ہو۔ اور خدا کو اس طرح سمجھے گویا یہ اسکو دیکھہ رہا ہے یا وہ اسے دیکھہ رہا ہے پس اسلام تو عین فطرت ہے یہ والدین کا اثر ہے جو انہیں غلط راہوں پر ڈالتا ہے مگر کیا اس عذر پر انسان چھوٹ سکتا ہے کہ یہ سب میرے والدین کا قصور ہے ہرگز نہیں۔ چنانچہ فرمایا

(۶) واذ اخذ ربک من بنی اٰدم من ظہورہم ذریتہم واشہدہم علیٰ انفسہم الست بربکم قالوا بلیٰ شہدنا ان تقولوا یوم القیامۃ انا کنا عن ہذا غافلین ۝ او تقولوا انما اشرک اٰباؤنا من قبل وکنا ذریۃ من بعدہم افتہلکنا بما فعل المبطلون ۝ وکذالک نفصّل الاٰیات ولعلہم یرجعون ۝ ترجمہ - جب لیا تیرے رب نے آدم کے بیٹوں سے انکی پیٹھوں سے انکی نسلوں کو اور خود انکو گواہ ٹھہرایا اپنے نفسوں پر۔ کیا میں تمہارا رب نہیں۔ انہوں نے کہا ہاں تو ہمارا رب ہے۔ ہم گواہ ہیں اور یہ اس لیئے کہ تم قیامت کے دن نہ کہنے لگو کہ ہم تو اس بات سے بیخبر رہے یا کہنے لگو کہ ہمارے بڑے پہلے سے شرک کرتے تہے اور ہم انکے بعد انکی اولاد تہے تو کیا ہمیں ان باطل پر چلنے والوں کے کاموں کے بدلے میں ہلاک کرتا ہے۔ اور اسی طرح ہم نشانوں کو کہول کر دکہاتے ہیں۔ اور یا یہ کہ رجوع کریں مطلب یہ کہ جب تیرا رب بنی آدم کے اولاد پیدا کرتا ہے۔ تو اس کو خود اپنے نفس پر گواہ ٹھہراتا ہے کہ وہ اپنا رب آپ نہیں مخلوق ہے اور دوسرے کی ربوبیت سے وہ موجودہ حالت پر پہنچا ہے۔ ہر ایک انسان اپنے نفس کے اندر غور کر سکتا ہے۔ اور سمجھہ سکتا ہے۔ کہ وہ اپنا رب آپ نہیں۔ صاحب عقل و تمیز ہونیکے بعد بھی اس کو یہ علم نہیں ہوتا کہ کہانا جو اندر جاتا ہے وہ کس طرح ہضم ہوتا اور جسم کی پرورش کرتا ہے اور کس طرح روز خود اسی کے جسم میں ایک نیا جسم بنتا اور پرانا ہلاک ہوتا چلا جاتا ہے غرض اسکا ذرہ ذرہ ایک عظیم الشان ربوبیت کے نیچے زندہ اور قائم ہے اور خود انکا اس میں ذرا دخل نہیں۔ بلکہ تفصیلی علم بھی نہیں۔

وہ اپنا رب آپ نہیں
...ربوبیت کا ثبوت ان
...پر آپ گواہ ہے
...سزا کے دن کوئی
...گھر پیدا ہوئے ہیں
...یا باپ داد وں کو
...پایا۔ ہم بھی وہی کرنے لگے فرمایا۔ ہمنے
...ہی تمہارے نفس پر گواہ رکھدیا ہے۔ کہ خدا ہی
...وہ ایک ہے۔ پھر یہیں تک نہیں۔ بلکہ ہم اس کی تائید کیلئے
اور تمہارے خدا کی طرف رجوع کرنیکے لیئے بڑے بڑے نشانات
تفصیل سے دکھایا کرتے ہیں۔ نشانات سے مراد انبیاء و رسل
اور وہ خوارق اور معجزات ہیں جو ان کے ہاتھوں پر ظاہر
ہوتے ہیں۔ ان آیات میں یہ بھی صاف طور پر ظاہر ہو گیا کہ خود
اللہ تعالٰے نے اس بات کو جائز نہیں رکھا۔ کہ باپ دادوں
کے گناہ کیوجہ سے اولاد پکڑی جائے دوسرے فرمایا کہ نفس
تو فطرتاً اسلام پر ہوتا ہے یعنی اپنے رب کے حضور اظہار
عبودیت کرتا ہے نہ کہ سرکش اور گنہگار رہتا ہے۔ یہاں ساتھ
ہی یہ بات بھی صاف ہو گئی۔ کہ اگر آدم کو عیسائیوں کے
قول کے مطابق گنہگار بھی مان لیا جائے تب بھی اسلام
کے مطابق آدم کے گناہ سے آدم کی اولاد نہیں پکڑی جاسکتی
کیونکہ باپ داد وں کے گناہ سے اولاد کو پکڑنا اللہ تعالٰے نے
جائز نہیں رکھا۔ پھر قرآن مجید نے آدم کو گناہ سے بھی بری
ٹھہرا دیا ہے۔ چنانچہ وہ بھی عرض کیا جاتا ہے۔

(۲) قرآن کریم مجید گناہ کی سزا کے متعلق ایک جگہ آتا ہے جزاء بما کسبت نکالاً من اللہ، واللہ عزیز حکیم، یعنی بدلہ اسکا جو ان دونوں نے کمائی کی تعزیر (مقرر کردہ) اللہ کی طرف سے اور اللہ عزیز اور حکیم ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی دو صفتیں ہیں جن کے ماتحت انسان کو احکام ملتے ہیں اور انہی کی صفتوں کے ماتحت وہ عذاب یا تکلیف کا مورد ہوتا ہے۔ جو ان احکام کی خلاف ورزی کا نتیجہ ہوتا ہے وہ دو صفتیں ہیں عزیز اور حکیم عزیز کے معنے ہیں صاحب عزت اور سب پر غالب چونکہ اللہ تعالٰے عزیز ہے اس لیئے جو شخص عزیز کا حکم نہیں مانتا۔ تو ضرور ہے کہ وہ اسے سزا دے جس طرح کوئی اگر حاکم کا حکم نہ مانے تو وہ حاکم اپنے حکم کی خلاف ورزی کیوجہ سے اسے سزا دیگا اسی طرح عزیز صفت کا تقاضا ہے کہ اسکا حکم مانا جائے کیونکہ وہ صاحب عزت و غلبہ ہے اسکا حکم نہ ماننے سے اس کی اس صفت کی توہین ہے اسلئے اسکی

ناراضگی اور خفگی اور سزا دارہ ہو گی۔ اب دوسری صفت ہے حکیم حکیم کے معنے ہیں حکمت والا۔ حکیم جو بات کہتا ہے۔ اس میں حکمت ہوتی ہے اور اگر کوئی اس کے خلاف کرے تو تکلیف ہوتی ہے۔ مثلاً کوئی طبیب اگر کسی کو کہے کہ سنکھیا نہ کھانا ہلاک ہو جاؤ گے اگر کوئی شخص کھالے تو وہ ہلاک ہو جائیگا۔ اب اس شخص کے سنکھیا کھا لینے سے طبیب کا کوئی حرج نہیں ہوا اور نہ طبیب نے کوئی سزا دی مگر اس کی بات نہ ماننے کا نتیجہ خود اپنی ذات ہی میں ہلاکت رکھتا تہا۔ اس حالت میں طبیب ناراض نہیں۔ بلکہ متاسف ہو گا اور غالباً ہمدردی کریگا۔ اسی طرح خدا کی حکیم صفت کا تقاضا یہ ہے۔ کہ جب کوئی اسکا کہنا نہ مانے تو وہ اس ممنوع فعل کے کرنے ہی میں نقصان اٹھاوے۔ اس صفت کے ماتحت اس فعل کے کرنے پر خدا کی طرف سے سزا نہیں ملتی بلکہ خود اس فعل کا نتیجہ ہی تکلیف ہوتا ہے یہ بھی یاد رکہنا چاہئیے کہ عزیز صفت کے ماتحت سزا دینے کے لیئے یہ ضروری ہے کہ حکم کی خلاف ورزی ارادتاً کی گئی ہو۔ اس میں ارادہ ضروری ہے اگر سہواً بلا ارادہ حکم کی خلاف ورزی ہو جائے۔ تو وہ قابل مواخذہ نہیں ہوتا۔ مگر حکیم صفت کے ماتحت یہ ضروری نہیں کہ اس فعل میں ارادہ بھی ہو۔ بلکہ اگر وہ بلا ارادہ بھی کوئی فعل حکیم کے کہنے کے خلاف کر بیٹھیگا۔ تو تکلیف اٹھائیگا مثلاً دہوکہ سے اگر کوئی سنکھیا کھا جائے تو وہ ہلاک ہو جائیگا۔ ایک اور بات بھی یاد رکہنا چاہیئے۔ کہ گناہ کے ارتکاب میں ارادہ کا شامل ہونا ضروری ہے۔ اس کی مثال یوں ہے کہ فرض کرو کہ ایک شخص نے شراب پی۔ اب اللہ تعالیٰ کی عزیز و حکیم صفات کے ماتحت شراب ممنوع تہی تو اس شخص پر ایک تو حکیم صفت کے ماتحت خود شراب کا زہریلا اثر پڑیگا۔ دوسرے عزیز صفت کے ماتحت خدا کے حکم کی خلاف ورزی کی سزا بھی دیجائیگی۔ اور خدا ناراض ہو گا۔ یہاں دونوں صفات کے ماتحت وہ گرفتار عذاب ہوا اور اس طرح بالارادہ شراب پینے کا نام گناہ ہوا۔ اب اگر کوئی شخص کسی انگریزی شربت کے دہوکہ میں شراب پی جائے تو اب اسکا نام گناہ نہ ہو گا کیونکہ ارادہ نہ تہا۔ دوسرے اسے عزیز صفت کے ماتحت سزا نہ ملیگی اور خدا ناراض نہ ہو گا۔ کیونکہ اس نے ارادتاً یہ فعل نہیں کیا جس میں حکم کی خلاف ورزی تہی مگر حکیم صفت کے ماتحت تکلیف اٹھانی پڑیگی۔ کیونکہ شراب سے روکنے میں جو حکمت تہی۔ اس کے خلاف فعل سرزد ہو جانیسے شراب کے زہریلے اثر سے وہ ضرور متاثر ہو گا۔

غرض اسی طرح اللہ تعالٰے کے ہر ایک حکم میں دونوں صفتیں عزیز اور حکیم کی کام کرتی ہیں۔ اور جب کوئی ارادتاً حکم کی خلاف ورزی کرتا ہے یعنی دوسرے لفظوں میں گناہ کرتا ہے تو دونوں صفتوں کے ماتحت سزا ملتی ہے۔ اور خدا اس سے ناراض ہوتا ہے مگر جب سہواً بلا ارادہ حکم کی خلاف ورزی ہو جاتی ہے تو اس میں عزیز صفت کی طرف سے سزا نہیں ملتی اور اللہ تعالیٰ ناراض نہیں ہوتا۔ مگر حکیم صفت کے ماتحت وہ اس فعل کے برُے نتیجہ میں ضرور گرفتار ہو جاتا ہے جسکی وجہ سے وہ فعل منع کیا گیا تہا۔ تاہم یہ گناہ نہیں ہوتا جیسا کہ اوپر ثابت ہو چکا۔ اب حضرت آدم کا معاملہ لو۔ انکو اللہ نے فرمایا تہا کہ لا تقربا ھٰذہ الشجرۃ فتکونا من الظٰلمین تم دونوں اس درخت کے نزدیک نہ جانا۔ ورنہ نقصان اٹھانیوالوں میں سے ہو جاؤ گے یہاں اس حکم کی حکمت بھی بتلا دی تہی۔ کہ اسکا پہل کہانیمیں تمہیں نقصان ہو گا۔ اس حکم کی آدم سے خلاف ورزی ہوئی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فعصیٰ اٰدم ربہ فغویٰ پس خلاف ورزی کی آدم نے اپنے رب کے حکم کی پس وہ تکلیف میں پڑ گیا۔ یہاں یہ معلوم ہوا کہ آدم سے حکم کی خلاف ورزی ہوئی۔ ابھی یہ نہیں معلوم کہ ارادتاً ہوئی یا بلا ارادہ مگر حکیم صفت کے ماتحت وہ تکلیف میں پڑ گیا کیونکہ حکیم صفت نے پہلے ہی بتلا دیا تہا کہ خود اس فعل کا نتیجہ انکا اپنا نقصان ہے اب اللہ تعالیٰ حضرت آدم کی نسبت اسی معاملہ کے متعلق فرماتا ہے فنسی ولم نجد لہ عزما پس وہ بہول گیا اور ہم نے اس میں ارادہ نہیں پایا۔ اب معاملہ بالکل صاف ہو گیا کہ یہ خلاف ورزی حکم کی بہولے سے ہوئی ارادہ سے نہیں ہوئی لہذا یہ گناہ بھی نہوا اور عزیز صفت کے ماتحت خدا کی طرف سے اسکی سزا بھی کوئی نہیں اور ناراضگی بھی نہیں کیونکہ ارادہ شامل نہیں۔ بلکہ جب حضرت آدم و حوا نے دعا کی کہ ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخٰسرین (اے ہمارے رب ہم نے اپنا نقصان کر لیا اور اگر تو نے اسکے بسبب تجہ سے ہماری حفاظت نہ کی اور ہمپر رحم نہ کیا۔ تو ہم ٹوٹا پانیوالوں میں سے ہو جاوینگے) تو اس تکلیف سے نجات کی راہ تبلائی چنانچہ ارشاد ہوتا ہے قلنا اھبطوا بعضکم لبعض عدو ولکم فی الارض مستقر ومتاع الی حین (ہم نے کہا کہ یہاں سے (دوسری جگہ) چلے جاؤ۔ تم ایکدوسرے کے دشمن (یعنی تم شیطان کے دشمن اور شیطان تمہارا دشمن ہے) اسلیئے ہوشیار رہنا اور شیطان کے دہوکہ میں پھر نہ آنا) اور تمہارے لیئے اس زمین میں (یعنی اس ملک میں جہاں تم رہتے ہو) رہنے کی جگہ اور زندگی کے سازوسامان ہیں موت کے وقت تک۔ غرض اس طرح انکو نجات کی راہ تبلائی اور بلکہ انکی

امشاج
۵

حضرات! آپ صاحبوں نے امشاج ۴ تک کے ملاحظہ سے اتنا تو ضرور یقین کر لیا ہوگا۔ کہ قائلین قدرت کے آگے ماہرین نیچر کے پاس آج تک کوئی نیچر کی فہرست ایسی نہیں ہے۔ جس کی رو سے وہ قائلین قدرت پر کوئی حجت قائم کر سکیں بلکہ نیچر پرست قائلین قدرت کے سامنے ہنوز اپنی سادی فہرست ہونے کے سبب سے خود مسکت و ملزم ہو کر شرمندہ ہیں۔ کیوں کہ وہ روزانہ دیکھتے ہیں کہ سائنس و حکمت کے اُصولات حرکات فلکی کے چکر میں تبدیل ہو کر ہر زمانہ میں عجوبہ نمائیاں دکھلاتے ہیں۔ اسی وجہ سے طفلان سائنس کے قواعد و ضوابط ہمیشہ متروک الفعال اور مختلف المال ہوا کرتے ہیں۔

سبب اس کا یہ ہے کہ سائنس کی نظر اکثر اُمور کثیر الوقوع اور متواتر الظہور پر ہوا کرتی ہے۔ اور وہ انہیں باتوں کو جو کہ کثیر الوقوع اور متواتر الظہور ہیں۔ نیچر یا قانون قدرت مانے ہوئے ہیں۔ لیکن عقلمندوں اور خدا شناسوں کے نزدیک یہ ان کا فرزانہ خیال ہے کہ امور نادر الوقوع کو بمقابل کثیر الوقوع کے نہایت مشتبہ بلکہ باطل و افسانہ تسلیم کئے ہوئے ہیں۔ فرزندان نیچر آنکھیں کھولیں اور اپنے بزرگوں کو دیکھیں کہ خود افلاطون اور ارسطو کو بہت سے تجربوں کے بعد نادر الوقوع کے انکار سے جبراً قدرت کا اقرار کرنا پڑا۔ اور ان کو بالاتفاق اس امر کو ماننا پڑا۔ کہ حادث چیزوں کی مبادی آسمانوں کی حرکتیں اور ان کی مختلف گردشیں ہیں۔ اسی جہت سے علوی و سفلی چیزوں کے حکم اور حال مختلف اور نرالے ہوا کرتے ہیں لیکن حال کے سائنس کا یہ حال ہے کہ وہ ان بزرگوں کے بھی مخالف ہو کر نادر الوقوع اور وجود خارجی کا قطعی منکر و دشمن ہو گیا اور وہ اپنے مذہب کے موافق انہیں چیزوں کو مانتا ہے۔ جو اس کو حواس خمسہ سے محسوس ہوں اور جو اس احساس سے خارج ہو وہ اون کے تسلیم کرنے سے عاجز و حیران ہے۔ چنانچہ جب ہم طفلان سائنس کے اس اصول مجربہ کو ٹھہرا کر روشنی کی حقیقت دریافت کرتے ہیں۔ تو اون کو اپنے مذہب سے گریز کر کے ایک وجود نا دیدنی کو خواہی نخواہی ماننا پڑتا ہے جس کا نام وہ ایتھر بتاتے ہیں اب میں پوچھتا ہوں کہ اس مادہ اثریہ (ایتھر) کو آپنے خلاف اصول کیوں کر تسلیم کر لیا۔ جبکہ نہ وہ آنکھ سے دکھائی دیتا ہے نہ ہاتھ سے چھوا جاتا ہے۔ گویا مائیکرسکوپ اور اصطرلاب دونوں اس کے مشاہدہ اور معاینہ سے عاجز و قاصر ہیں۔ تو اس سوال کا جواب بجز ہٹ دھرمی کے اور کوئی تیز تر نظر نہیں آتا۔

اسی طرح اون کے اصول کے موافق ہم دریافت کرتے ہیں کہ موت و حیات کیا چیز ہے تم اس کے وجود کے کیوں قائل ہو۔ کیوں کہ اس کا وجود کبھی زحس مشترک سے محسوس نہیں ہوتا اسی طرح بہ قاعدۂ سائنس حال جب کہ تشکیہ تمام چیزیں واثروں مرتسم ہوتی ہیں تو اس کا کیا جواب ہے کہ عقل اون کو سیدہا کیوں دیکھتی ہے۔ صاحبان دیکھا آپ نے کہ سائنس کی عقل کیسی کوتاہ اور طفلانہ ثابت ہوئی۔ جبھی تو عقلاء و علماء کے نزدیک اوس کی رائے پر بھروسہ کرنا بے وقوفی میں داخل ہے۔

اب ہم پھر اپنے مدعا پر واپس آ کر پاسخ گداز ہیں کہ یہ بڑی نادانی کی بات ہے کہ جو یہ وہم کیا جاوے کہ مرد و عورت دونوں کا نطفہ خاصیت میں مختلف المزاج ہے پس کیوں کر ہو سکتا ہے کہ کسی ایک نطفہ سے تخلیق جنین ہو سکے تو جواب اس کا بہت صاف ہے یعنے یہ کہ جب یوں تسلیم کر لیا گیا کہ باپ کا نطفہ رحم میں بجز تاثیر امتزاج کے اور کسی کام کا نہیں ہوتا اور اس سے مولود کے جسم کا کوئی حصہ نہیں بنتا تو اللہ تعالے کے نزدیک صرف ایک ہی نطفہ میں تاثیر اعتدال کا پیدا کرنا کوئی امر محال نہیں جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ہوا کا پانی اور پانی کی ہوا بن جاتی ہے اب غور فرمائیے کہ ہوا جس کا مزاج گرم تر ہے پانی کیوں کر بن گیا جس کا مزاج سرد تر ہے پھر جس طرح خاصیت میں تبادلہ ہو گیا اسی طرح تو ترن میں مخاصمہ ہو گیا پھر پانی سے مٹی اور مٹی سے پانی کیوں کر بن جاتا ہے جیسا کہ ارباب کیمیا اجزائے عرلینہ کو چند ادویہ کے ساتھ مخلوط کر کے پانی بنا لیتے ہیں پس اس حیرت افزا امر پر بھی غور کرنے کا مقام ہے کہ پانی بنا لیتے ہیں پس اس حیرت افزا امر پر بھی غور کرنے کا مقام ہے کہ پانی سے مٹی جس کا مزاج سرد خشک ہو کیوں کر بن گئی۔ صاحبو! جب تم اس مذکور الذکر کے حقیقی طور پر قائل ہو تو ابن مریم کی پیدائش میں تم کو کیوں استعجاب ہے۔ قرآن کریم نے صاف بیان فرما دیا کہ ہم نے تمام اشیاء موجودہ کو صرف پانی سے پیدا کیا ہے جس کا ایک حکیم بلیطی کو بھی اقبال ہے کہ تمام شے پانی سے بن سکتی ہیں۔ جب یہی بات ہے۔ تو اب کسی کو ابن مریم کی پیدائش پر مجال انکار نہیں ہو سکتا پس طفلان سائنس کو خیال کرنا چاہئیے کہ نفوس بسبب اختلاف جواہر کے مختلف ہیں اور بعض اون سے نورانی ہیں کہ اونکو عالم ارواح سے اطلاع ہوتی ہے اور بہ سبب فیض عالم ارواح کی امور عجیبہ کا استفادہ کرنے میں جیسا کہ آنے والے مسیح موعود علیہ السلام سے ظہور پذیر ہوئی اور بعض اون سے کدورت در مبتلائے شہوات جسمانی ہوتے ہیں اون کو عالم قدس کی کچھ خبر نہیں ہوتی جیسا کہ دجال لیکھرام ہوا چنانچہ جب وہ زندہ تھا تو مسیح موعود کی روحانی بارش سے نہایت مستعجل ہو کر اپنی بدزبانی کی خرگاہ میں بھیانک صدائیں سنایا کرتا تھا اور وہ نہیں جانتا کہ انبیاء علیہم السلام پیشوائے خلق ہوا کرتے ہیں اور ان کو طرح طرح کے فضائل عنایت ہوتے ہیں تا خلق ان کی اقتدار کرے اور انکو معجزات بھی عطا ہوئے ہیں جس سے تمام مخلوق بھی انکی اطاعت کرے اہل سائنس ملاحظہ فرماویں کہ

ان کے نزدیک یقیناً سنکھیا کا کام

سنکھیا دکار گئے اور مہنت جی

ویسے ہی ہٹے کٹے رہے

تیغ بُرّان محمدؐ قتل ہو جاو

تسلیم کر لیتی ہرگز نہیں ہرگز نا

کرسکتی ہے ہرگز ہرگز نہیں پر

محلات پر نئی نئی قدرتیں دیکھتے ہیں

دو لڑن پیدا کر دینا اس قادر اکبر کے نزدیک بعید اور محال نہیں۔ بغیر باپ کے تخلیق اولاد کے وقوعات ہر مذہب زمانہ میں ہوتے رہے خود یونانی جو اپنے آپ کو ابن العقل جانتے تھے افلاطون کے بغیر باپ کے پیدا ہونے کے قائل رہے اور انہوں نے اس کو بعینہ حضرت مسیح کی طرح پیدا ہوتے اور بڑھتے دیکھا پھر کیوں مرتبہ فرقہ جو زردشت سے فلاسفر کا مطیع تھا وہ بھی اس بات کا عینی شاہد ہے کہ بغیر باپ کے لڑکا پیدا ہونا اُمور تعجبات سے نہیں ہے جیسا کہ وہ ریاش اور قیسر اور نیاز خیز کی پیدائش کو بغیر مرد کے صرف کیومرث کی خونی مدت سے پیدا ہونا مانتے ہیں۔ تاریخی بہت سے مؤرخوں نے بہت سے مولود بغیر باپ کے پیدا ہونا لکھا ہے چنانچہ اشعوی کے تین بیٹے بغیر صحبت مرد کے پیدا ہوئے اسی طرح مسٹر کاکرن صاحب اپنی کتاب تاریخ چین میں لکھتے ہیں کہ ولادت مسیح سے تخمیناً چھ سو برس آگے ایک عورت شعاع آفتاب سے حاملہ ہوئی اور سفید بالوں والا لڑکا جنی جس کا نام حکیم لاوزی تھا اہل چین اسکی آج تک اس عجوبہ پیدائش کی وجہ سے عیسائیوں کی مانند پرستش کرتے ہیں۔ اسی طرح بتیوال ارامی جو لائن ارامی کی بہن تھی لڑکا ہوا وہ قدرت کاملہ ہی کی تو حکمت تھی۔ ورنہ کیا سائنس کے اصول سے اس کے لڑکا ہو سکتا تھا پھر یوحنا مسیح کے حواری کو ہی ملاحظہ کیجئے کہ وہ خلاف نیچر پیدا ہوا کیونکہ نہ اوس کے باپ کے نطفہ میں کیڑے تھے اور نہ ماں کے نطفہ میں بیضے تھے پھر یہ حضرت کیونکر ہو پڑے بجز قدرت کے اور کیا کہا جا سکتا ہے چنانچہ آریوں میں وید اون کے گمان میں عمر رسیدہ ہے وہ سورج بنسیوں اور چندر بنسیوں کو پیدا ہونا بتاتا ہے۔ رگوید میں لکھا ہے کہ ایک برہم آتمارشی کی بیٹی فقط اندر کی دیوتا کی توجہ ہی سے حاملہ ہو گئی۔ ایسا ہی بہت سے مقاموں میں لکھا ہے کہ سورج اور چندرماں سے بھلے مانس آریوں کی پاکدامن کنواری کنیاؤں کو حمل ہوتا رہا اب ان تمام اخبار کو یک قلم مردود اور باطل خیال کر کے انکو یا کر اعتبار ساقط کر دینا عقلمندوں اور حکیموں کا فعل نہیں یہ پھر کیونکر ہو سکتا ہے کہ ان تمام مذاہب کی شہادتوں پر پانی پھیر دیا جائے اور اپنی رائے حال کو پیش کیا جاوے مگر عاقلوں کے نزدیک یہ واقعات نادر الوقوع ہونے کے باعث رد و باطل نہیں ہو سکتے۔ بھائیو! میری نظر سے کسی کتاب میں گذرا ہے کہ کوئی فلاسفر خوردبین سے پانی کی ایک بوند دیکھ رہا تھا اس نے تیس سے زیادہ اس بوند میں جاندار بشکل شمار کئے باقی کو احاطہ قیاس ذکر سکا۔ پھر دوستو! خیال کرو کہ زمین کے گرداگرد

...لمان پر قول للمؤمنین
...کر یہ فرض ٹھہرانا
...واپنے قابو مین رکھے
...اجانتا ہے۔ جو کچھ
...کسی عورت پر کبھی
...میل کرنے والے زمان
...جاتے تھے۔ ...بیت المقدس کے حال مین لکھا
...عمر فاروق جب فتح بیت المقدس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام کی مسجد کی بنیاد دون پر مسجد کی بنیاد رکھنے گئے (کیون کہ اس جگہ اس وقت سنڈاس کا ڈھیر لگا ہوا تھا) تو دوکاندار عورتون نے جور وما سلطنت کی وجہ سے بکثرت دوکانون پر جلوہ آرا ہوتی تھین۔ نئے فاتح اور اس کی فوج کے لئے اپنی دوکانون کو خوب آراستہ کیا۔ اور اپنا بناؤ سنگار۔ نکھار بھی بہت تکلف سے کیا۔

امیر المؤمنین کے ساتھ ہزارون مجاہدین شہر مین گھُس آئے تھے۔ لیکن جب اپنے کیمپ مین واپس آئے۔ تو ان مین سے سینکڑون ایسے تھے جو نہ بتلا سکتے تھے کہ شہر اینٹ کا بنا ہُوا ہے یا پتھر کا۔ (وطن)

پنجاب کی آبادی

اہل اسلام کی تعداد ایک کروڑ ۲۲½ لاکھ۔ علی طور پر جون کی تون رہی ہے۔ اور اب وہ آبادی کا نصف حصہ سے زیادہ ہیں۔ ہندؤن کی تعداد ۵ ا لاکھ کی تخفیف کے بعد ساڑھے ۸ ۷ لاکھ رہ گئی ہے اور سکھون کی تعداد بقدر ½ ۷ لاکھ کے بڑھ کر تیس لاکھ کے قریب پہونچ گئی ہے عیسائیوں کی تعداد سب سے زیادہ بڑھی ہے۔ اور بمقابلہ دس سال گذشتہ کے اب تگنی یعنے ۲ لاکھ پائی جاتی ہے۔

ایک مولوی نے مسلمان کو عیسائی بنا دیا

ایک صاحب پرنچھ سے اپنی سرگذشت لکھتے ہین۔ کہ مولوی ابراہیم سیالکوٹی سے جب مین نے سُنا کہ مُردے زندہ کرنا حضرت عیسیٰ سے خاص ہے اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے مین قرآن مجید سے ثابت نہین ہوتا کہ اونھون نے کوئی مُردہ زندہ کیا ہو اور ساتھ یہ بھی سُنا۔ کہ آپ اب تک زندہ آسمان پر موجود ہین۔ اور اودہر نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وفات پا چکے ہین اور ایک عیسائی سے مباحثہ مین شکست کھائی تو مین عیسائی ہو گیا۔

ایک گنوار نے مسلمان بنا دیا

پھر مین ہسپتال مین کمپونڈر تھا ایک اَن پڑھ جاٹ بیمار آیا۔ اُس نے میرا حال پُوچھا۔ مینے بتایا جب اس پر یہ کھلا کہ مین ان وجوہات سے مُرتد ہو چکا ہون۔ تو اسے جوش آیا اور اُس نے مجھے سمجھایا۔ کہ عیسے علیہ السلام تو وفات پا چکے ہین۔ اور کوئی مُردہ دوبارہ دنیا مین نہین آتا۔ ہان رُوحانی مُردے سب سے بڑھ کر نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زندہ کئے۔ تب مجھے ہوش آیا اور مین احمدی ہو گیا۔ فالحمد للہ علے ذالک

ہم اور بھاگل پور

مونگھیر کی کارروائیون کے بعد ان مولویون نے بھاگل پور آ کر بہت ہی شور مچایا۔ اور ہمارے اور ہمارے امام پر بے جا اتہامات وجھوٹے الزامات لگا کر ہمارے خلاف عوام کو ابھارنے مین ناخنون تک زور لگایا۔ لیکن ان کو اس کی خبر ہی نہ تھی کہ سلیم طبیعتین بھی دنیا مین موجود ہین۔ یہان ہمارے تین جلسے جناب اختر علی صاحب احمدی کورٹ انسپکٹر کے مکان پر ہوئے جنمین ہمارے علماء کرام نے اون الزامات کا پورا پورا ازالہ کیا۔ جو ہم پر لگائے گئے تھے۔ عوام کو اگرچہ ہمارے جلسون کی شرکت سے روکا گیا لیکن جب بھی لوگ شریک ہوئے اور جنھون نے شرکت کی۔ ان پر خوب منکشف ہو گیا کہ مولوی صاحبان ناحق احمدیون کے خلاف عوام کو اوبھارتے ہین اور صریح دجل سے کام لے رہے ہین۔ ابھی تک یہ حالت ہے کہ مخالفین ہمین گالیان دیتے ہوئے آتے ہین اور جب اُنپر حق ظاہر ہو جاتا ہے۔ تو بالکل ٹھنڈے ہو جاتے ہین بلکہ بعض تو ان مولویون کی شان مین بُرا بھلا کہنے لگتے ہین خدا کی ذات سے اُمید ہے کہ بہت جلد ان مولویون کا اثر عوام پر سے جاتا رہے گا بھاگل پور کی مفصل کیفیت عنقریب ایک رسالہ کی صورت مین شائع کی جائے گی۔ ہمارے جناب حافظ سید مختار احمد صاحب از بھاگل پور۔ محمد شریف صاحب شاہجہان پوری ابھی تک یہان ہی موجود ہین۔ جن کر سارا فتنہ دیوبندیون کا برپا کیا ہُوا ہے۔ اس لئے حافظ صاحب موصوف اوس طلسم توڑنے میں مصروف ہین۔

اقیموا الصلوٰۃ

مولا کریم اپنے فضل عظیم سے بہرہ ور فرمائے ہمارے برادر شیخ عبد الرحیم صاحب کو۔ جنھون نے یہ چالیس صفحے کا رسالہ لکھ کر مسلمانون پر احسان اور اپنے لئے توشۂ آخرت مہیا کیا ہے آپنے اس مین اقامت الصلوٰۃ کے متعلق اکیس باتون کیطرف توجہ دلائی ہے اور نہایت دلاویز طریق سے احادیث صحیحہ وآیات قرآنیہ سے استنباط کر کے وہ آداب صلوٰۃ بتائے ہین جن سے مومن اپنی نماز کو جسمانی و رُوحانی طور پر قائم کر سکتا ہے۔ الزکوٰۃ آپ کی تصنیف اس سے پہلے مقبولیت عام کا سرٹیفکیٹ حاصل کر چکی ہے۔ اب یہ اقیموا الصلوٰۃ اور اس کے بعد غالباً آتوا الزکوٰۃ اپنی شان مین بے نظیر رسالے ہونگے رسالہ کے متعلق یہ شکایت مجھے ضرور ہے کہ عبارت مشکل ہے جس سے مصنف علیہ الرحمۃ کے تبحر علمی کا ثبوت ملتا ہے اور مین تسلیم کرتا ہون کہ یہ اسالیب مشکلہ وتراکیب معضلہ بغیر کسی تصنع کے عربی لٹریچر کے روز افزون مطالعہ کا نتیجہ ہین۔ جن کا ایک نو مسلم کے قلم جواہر رقم سے نکلنا موجب سرور وستوجب حیرت ہے۔ مصنف نے اس بات کو خود بھی محسوس کیا ہے۔ اور اکثر جگہ ایسے مشکل الفاظ کے معنے لکھ دئے ہین ہمارے احمدی برادران طریقت یہ رسالہ منگوا کر اپنے بچون کو سبقاً پڑہا ئین لکھائی سرکاری کتب کی طرز پر۔ کاغذ چکنا۔ چھپوائی ہر سہ سزاوار ستائش ولائق داد۔ اور مضمون فصاحت مشحون قابل صاد۔ بارک اللہ فیہ رب العباد۔ قیمت صرف ایک آنہ ۱/ ملنے کا پتہ۔ شیخ عبد الرحمان تاجر کتب قادیان

تین پنجابی منظوم رسالے

(۱) عمدۃ الخطاب فی فضائل الاصحاب حجم ۶۰ صفحے (۲) باغ بہار۔ سید عمر خطاب رضہ کے بارے مین۔
(۳) جنگ حضرت عمر فاروق باتانی بادشاہ ترک۔ مولوی محمد نجم الدین صاحب ترلشی ساکن شادی وال ضلع گوجرات نے یہ رسالے رد شیعہ مین بڑی محنت سے نظم کئے ہین۔ پانچ آنے سے اسی پتہ پر مل سکتے ہین۔

مُبارک باشد

لطیفہ النساء دختر مولوی امام علی خان صاحب پٹیالہ کا نکاح میان علی احمد صاحب ولد میان نیاز احمد صاحب رئیس شرق پور رجادل ضلع انبالہ ایکہزار مہر پر قادیان مین حضرت امیر المؤمنین نے پڑہا۔ اللہ تعالے اس جوڑے کو مبارک کرے۔

استدعاء دُعا

مفصلہ ذیل احباب دُعا کے لئے درخواست کرتے ہین۔ (۱) میان محمد رمضان احمدی ساکن محمود پور (پٹیالہ) (۲) عبد المجید خان کلرک محاسب (۳) اللہ داد خان صاحب سابق ڈسٹرکٹ فارسٹر از جھنگ (۴) فاطمہ بی بی اہلیہ چودہری شہاب الدین کٹھالیان۔

جنازہ غائب

احباب پڑھ دین۔ (۱) شہاب الدین ابن سید نظام الدین آصف نگر حیدرآباد دکن۔ (۲) غلام قادر کٹھالیان برادر ایوب خان (۳) احمد الدین درزی۔ کوٹھرہ (گوجرات)